لجنہ اماء اللہ

زینب

ناروے

اکتوبر نومبر دسمبر

۲۰۱۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زینب

سہ ماہی

اکتوبر، نومبر اور دسمبر 2014ء

مجلسِ ادارت

سرپرستِ اعلیٰ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیرِ نگرانی مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

مدیرہ حصّہ اردو، کتابت محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصّہ نارویجن محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

نائبہ مدیرہ حصّہ نارویجن عزیزہ عندلیب انور

تقسیم واشاعت محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

پرنٹنگ محترمہ شمسہ خالد صاحبہ

پروف ریڈنگ: محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ

محترمہ لبنیٰ غزالہ صاحبہ

محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ

شائع کردہ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren Bulls veien 1

1051 OslO

Tlf: +47 22322746

FAX: + 47 22320211

فہرست مضامین

اداریہ 2

القرآن الکریم 3

حدیث نبوی ﷺ

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5
بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ 15-16 نومبر 2014ء

خود نیک بنو تا تمہاری اولادیں بھی نیک ہوں 6

جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ خلق 11

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ غیروں کی نظر میں 17

نظم 19

سیرت حضرت اُمِّ وسیم صاحبہ 20

تعارف کتاب حضرت مسیح موعودؑ (حقیقۃ الوحی) 25

نظم 26

خلیفۃ المسیح کی لجنہ اور عہدیداروں کو اہم نصائح 27

معلوماتی 29

صحت کارنر 31

دعائیہ اعلانات 32

پکوان 33

اردو زبان کی اہمیت 34

لجنہ اردو صفحہ 36

انٹرویو مبائعین 37

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات 42

ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور مدیحہ محمود) 43

اداریہ:

لجنہ اماء اللہ ناروے کے سالانہ اجتماع مُنعقدہ مؤرخہ 15 اور 16 نومبر 2014ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پیغام اَرسال فرمایا ہے اُس میں اِس اَمر کی تاکید فرمائی گئی ہے کہ احمدی مائیں اور بچیاں اپنے آپ کو اِس معاشرہ کی بُرائیوں سے بچائیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں۔ حُضور نے ایک دفعہ پھر لباس اور پردہ کی تاکید کی ہے۔

''ہم نے حضرت اِمام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم دس شرائط پر **کماحقّہٗ** عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بیعت کی شرط نمبر 6 میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ''قرآنِ شریف کی حکومت کو **بکلّی** اپنے سر پر قبول کرے گا۔''

قرآنِ کریم میں خصوصیّت کے ساتھ پردے کا حکم نازل ہوا ہے۔ اور یہ اسلامی پردہ ہی ہے جو عورت کی عزّت اور وقار کو قائم کرتا ہے۔

قرآنِ کریم میں خُدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو پردہ کے حکم پر عمل کریں گے وہ خُدا تعالیٰ سے فلاح پانے والے ہیں۔ اور فلاح کے معانی ہیں ترقی و کامیابی، خوشی، سکون، سلامتی اور حفاظت۔ گویا پردہ کے نتیجے میں ہم ان تمام انعامات کے وارث بنتے ہیں۔

نارویجن معاشرے میں پردہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اِسے عورت پر ظلم قرار دیا جاتا ہے۔ اِن حالات میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری ہمیں اُس کے خاص فضلوں اور انعامات کی مستحق بنا دیتی ہے۔

ہم سب ممبراتِ لجنہ اِماء اللہ کا یہ فرض ہے کہ یہاں نارویجن معاشرہ میں اُٹھنے والے اِس اِلزام کا تدارک کریں کہ اسلام عورتوں پر سختی اور ظلم کی تعلیم دیتا ہے۔ اِس معاشرے میں بے دینی اور بے حیائی کا مقابلہ ہم اس طریقہ سے کر سکتے ہیں۔

1۔ کہ اپنے آپ کو قرآنِ کریم کے تمام احکامات کے تابع کریں۔ لباس اور پردہ کا خیال رکھیں۔ اور اپنی بچیوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتی رہیں۔

2۔ اُنہیں نمازوں کا پابند بنائیں۔ قرآن کریم پڑھنا سیکھائیں اور روزانہ تلاوت کی عادت ڈالیں۔ اِسی طرح اُنہیں تلقین کریں کہ وہ خلیفۂ وقت کو دُعا کے لئے خطوط بھی لکھیں۔ اُن کی ایسی تربیت کریں کہ وہ جماعتی خدمت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

اگر ہم اپنے پیارے آقا کی ان نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو ہماری لجنہ میں ایک نمایاں انقلاب کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اور ہمارا عملی نمونہ نہ صرف اپنی اصلاح کا موجِب ہوگا بلکہ دوسروں کے لئے بھی حقیقی راہنمائی اور ہدایت کا باعث ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام نیکیوں کو اَپنانے اور اپنی حالتوں کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز اپنے خاص فضلوں اور انعامات کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

القرآن الکریم

سورۃ آل عمران

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ
الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١١﴾
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٥﴾
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٦﴾

۱۱۱۔ تم بہترین اُمّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

۱۱۵۔ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یومِ آخر پر اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی ہیں وہ جو صالحین میں سے ہیں۔

۱۱۶۔ اور جو نیکی بھی وہ کریں گے تو ہرگز اُن سے اس کے بارہ میں ناشکری کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔

(یہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔)

حدیث نبوی ﷺ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔ پھر تم دُعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 131)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو..... ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اُس کے لیے دردِ دل سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے..... خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصّہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتتِ اعداء ہی نہیں بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 99)

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هوالنّاصر

لندن

24-10-14

پیاری ممبرات لجنہ وناصرات ناروے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ لجنہ اماء اللہ ناروے کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

یہ دور سائنسی ایجادات کے عروج کا دور ہے۔ ٹی وی چینلوں کی بہتات ہے۔ انٹرنیٹ اور فون پر بے شمار لغو مشاغل ہیں جن میں بچے بھی اور بڑے بھی اپنے قیمتی اوقات ضائع کر دیتے ہیں۔ گھروں سے باہر نکلیں تو بے دینی اور بے حیائی عام ہے۔ یورپ کے معاشرے میں تو لباس بھی ایسے ہیں جن کے استعمال کی ہمارا پیارا دین اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ ایسے حالات میں احمدی ماؤں اور بچیوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو معاشرتی برائیوں سے بچائیں اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کے مطابق زندگی بسر کریں۔ مثلاً لجنات اپنے لباس اور پردے کا خیال رکھیں اور اپنی بچیوں کی بھی اس پہلو سے نگرانی کریں کہ ان کے لباس، چال چلن اور رجحانات پر احمدیت کی چھاپ نظر آنی چاہئے۔ جیسے جیسے بچیاں پردہ کی عمر کو پہنچیں ان سے پردہ کروائیں۔ اور انہیں معاشرے کی جدت پسندی کے نام پر یا غلط قسم کے فیشنوں سے ہرگز متاثر نہ ہونے دیں۔ آپ اپنے بچوں کو نمازوں کا پابند بنائیں۔ انہیں قرآن کریم پڑھنا سکھائیں اور تلاوت کی عادت ڈالیں۔ آپ انہیں ایم ٹی اے دکھایا کریں اور خلافت کی برکات سے آگاہ کیا کریں۔ اسی طرح انہیں خلیفۂ وقت کو دعائیہ خطوط لکھنا بھی سکھائیں اور جماعتی اجلاسات اور پروگراموں میں شامل کریں نیز ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ جماعتی خدمت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ آنحضور ﷺ نے تربیت اولاد کی خاص نصیحت فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔

پس احمدی مائیں یاد رکھیں کہ تربیتِ اولاد ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے آپ نے نبھانا ہے۔ آپ نے نیک نمونہ اور تعلیم و تربیت سے اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنی ہے تاکہ وہ ہمیشہ دینی تعلیمات پر کاربند رہیں اور دینی اقدار کا خیال رکھیں۔ اور ناصرات الاحمدیہ بھی یہ سن لیں کہ آپ احمدی بچیاں ہیں۔ آپ نے اپنے لباس اور مشاغل، دوستیوں اور چال چلن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق رکھنا ہے اور معاشرے کے بداثرات کو ہرگز قبول نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

خود نیک بنو تا تمہاری اولادیں بھی نیک ہوں

سیّدہ بشریٰ خالد مجلس ہولملیا

نیک اولاد کے لئے نیک والدین کی ضرورت ہوتی ہے اور ماں کی گود اولاد کی پہلی درس گاہ ہے جس سے بچہ سب کچھ سیکھتا ہے۔ شادیاں کرتے وقت رشتہ کے انتخاب کے لئے حضرت محمد ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث کو مدّنظر رکھنا چاہئے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”تم دین دار اور با اخلاق رفیقۂ حیات چن کر اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کی کوشش کرو ورنہ تمہارے ہاتھ ہمیشہ خاک آلودر ہیں گے۔“ (بخاری)

خوب سے خوب تر کی تلاش نے آجکل رشتوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اللہ پر توکل کی کمی، بے صبری کا مظاہرہ، ماں باپ کی بے جا مداخلت، ادب واحترام میں کمی، ایک اچھی ماں بننے سے پہلے ہی عورت ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ خواہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں دونوں کے لئے نیک جیون ساتھی کی بہت دُعائیں کرنی چاہیں۔ **حضرت میر ناصر صاحبؓ جو حضرت اماں جانؓ کے والد صاحب** تھے وہ یہ دُعا کیا کرتے تھے جو درج ذیل ہے۔

”میں ہمیشہ دُعا مانگا کرتا تھا کہ میرا مربی محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا کرے اور یہ دُعا میں نے بار بار اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی کہ آخر قبول ہو گئی، اور مجھے ایسا بزرگ صالح، متقی، خدا کا مسیح ومہدی نبی اللہ و رسول اللہ خاتم الخلفاء اللہ تعالیٰ نے داماد عطا کیا۔ جس پر لوگ رشک کریں تو بجا ہے اور میں اگر اس پر فخر کروں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔“

(حیات ناصر، ص 78)

آج کل جو صورتِ حال ہے اس کو دیکھتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں ”کہ بعض دفعہ احمدی لڑکے غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اہلِ کتاب سے شادی جائز رکھی گئی ہے۔ مگر قرآن کریم کی ان آیات کو بھول جاتے ہیں جن میں اہلِ کتاب کو مشرکوں کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا جب وہ غیر مسلموں سے شادی کر لیتے ہیں تو پھر چند سالوں بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ غلطی ہوئی ہے۔ اس کے مُضر اثرات اولاد اور خود اپنے پر دیکھتے ہیں تو پھر اپنی روشن خیالی پر نادم ہوتے ہیں جو دراصل تاریک خیالی ہے لیکن اُس وقت تک بہت نقصان ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لڑکیاں جو اپنی آزادانہ اور بے حجابانہ روش کے نتیجہ میں غیر احمدی اور غیر مسلم لڑکوں سے شادی کر لیتی ہیں اور وہ لڑکا احمدیت قبول بھی کر لیتا ہے تو بھی بہت سی مشکلات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اُن کا خاندان بھی مشکلات میں پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ شروع شروع میں بعض والدین اس بات پر زیادہ توجہ نہیں دیتے مگر آہستہ آہستہ اُن کی اولاد احمدیت سے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے اور وہ خود بھی شرمندگی کے احساس سے جماعت میں آنا جانا کم کر دیتے ہیں اور پھر بہت دور چلے جاتے ہیں تب اُنہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔۔۔ تمام والدین کو رشتے طے کرتے وقت اسلامی تعلیم کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ خاندان، دولت، عزت ومرتبہ، کسی بھی چیز کو ترجیح نہ دو۔ صرف اور صرف تقویٰ اور نیکی کو دیکھو۔ دینی حالت کو دیکھو۔ اگر نیکی اور تقویٰ دیکھ کر رشتے طے کئے جائیں تو اللہ تعالیٰ برکت دے گا اور آئندہ نسلوں میں بھی نیکی قائم رہے گی۔ (الفضل انٹرنیشنل 18 تا 24 اگست)

اچھے اور نیک والدین اچھی اور نیک نسل کی ضمانت ہیں اور اس کی بنیادی شرط تقویٰ ہے اسی لئے خطبہ نکاح میں پانچ دفعہ تقویٰ کا ذکر آتا ہے **حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ** کی تعریف نہایت آسان الفاظ میں بیان فرمائی آپ فرماتے ہیں کہ ”ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی

تو بزرگوں اور عزیزوں سے اپنے لئے دعائیں کرایا کر۔

سے لیکر بڑی نیکی کو اپنانا اور ہر چھوٹی سی برائی سے بچنا تقویٰ ہے۔''

''آج جب کہ دنیا ضلالت اور گمراہی میں گری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا تا خدا تعالیٰ سے اس کے بندوں کا رشتہ پھر سے قائم ہو جائے اور جو جماعت حضرت مسیح موعودؑ نے تیار کی ہے اس کا دعویٰ ہے ہم اسلام کی تعلیم کو دُنیا میں پھیلائیں گے۔لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے تقویٰ کے معیار بلند کریں اور دُنیا کے لیے ہدایت کا موجب بنیں۔

جب ایک مومن مرد اور مومن عورت خود تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہونگے تو وہ اپنی اولادوں کو بھی متقی بنانے والے ہونگے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتا ہے۔وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا۔تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا۔تمہاری آنکھوں میں نور ہو گا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت وسکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائے گی۔'' (آئینہ کمالات اسلام 177.178)

جس گھر میں پنج وقتہ نماز با جماعت کا اہتمام ہو تو ایسی نسلیں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ:۔ ''یقیناً نماز بدیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔'' (سورۃ العنکبوت: آیت: 46)

حضرت مصلح موعودؓ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''بے دین اور دین سے متنفر وہی بچہ ہو گا (الا ماشاء اللہ) جس کے والدین اس کے سامنے دین کا استخفاف کرتے ہوں۔ماں اگر نماز نہیں پڑھتی، نماز کے اوقات کا احترام ملحوظ نہیں رکھتی تو ضرور ہے کہ بیٹا بھی بڑا ہو کر ایسا ہی کرے۔جس بچے کے ماں باپ نمازی ہوں، میں نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ باوجود کچھ نہ سمجھنے کے اسی طرح نماز کے وقت پر نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں۔یہ عادت ایسی مبارک ہے کہ جوانی میں آخر کام آتی ہے اور یہ ابتدائی بیج اپنے اندر ایسے خوش گوار ثمرات رکھتا ہے کہ بڑی عمر میں ڈھیروں روپیہ خرچ کرنے پر بھی حاصل نہیں ہوتا۔''

(الفضل 10.09.1913)

اللہ تعالیٰ نے **قرآنِ کریم** میں ہمیں ایک دعا سکھائی ہے:۔

''اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔'' (سورۃ الفرقان آیت:75)

جب ہم سب دعائیں کرتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کریں گے تو خدا تعالیٰ لازماً سارے سامان بھی پیدا کرے گا۔

اولاد کی تربیت کے سلسلے میں **حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ**

''اولاد کی ایسی تربیت کرو کہ ان میں باہم اُخوّت، اتحاد، جرأت، خودداری، شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف مسلمان۔'' (خطبات نور،ص :75)

تربیت اولاد کے متعلق مزید ان باتوں پر بھی خاص توجہ ہونی چاہیئے۔

''جب بچہ بولنا سیکھ رہا ہو تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ بری باتیں خصوصاً گالیاں نہ سیکھے۔کسی بات پر ضد نہ کرے۔ماں باپ کا کہنا فوراً مان لے۔ضد کی نوبت ہی نہ آنے دیں۔لالچ نہ کرے۔اس کی خواہش اور ضرورت کے مطابق ہر چیز وقت پر مہیا کی جائے۔وقت مقررہ پہ کھانے کا عادی بنایا جائے راستہ چلتے نہ کھائے۔والدین بچوں کا ادب کریں اور ان کی عزت نفس کا خاص خیال رکھیں۔تاوہ بھی با ادب ہو۔مذاق میں بھی سچ کا دامن نہ چھوڑیں۔غلط بیانی سے وقتی طور پہ تو بچہ بہل جائے گا مگر اس کے نتائج بہت نقصان دہ ہوتے ہیں۔''

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بچوں کی تربیت پہ گہری نظر رکھتیں تھیں۔

''آپ نماز اور تلاوت کی پابندی کرواتیں۔جھوٹ سے نفرت بچپن سے پیدا کر دیتیں۔کمرہ بند کر کے کھیلنے کی اجازت قطعاً نہیں تھی۔اچھی کتابیں اور رسالے کا انتخاب کرتیں۔بچوں پہ اعتماد بھی کرتیں اور کڑی نظر بھی رکھتیں۔بیٹیوں کو نصیحت کرتیں کہ لڑکی اور عورت کی عزت موتی

کی طرح ہوتی ہے۔اگر اس کی آب مٹ جائے تو کبھی واپس نہیں آتی۔تم میری عزت نہیں حضرت مسیح موعودؑ کی عزت ہو۔بچوں کو کہتیں کہ کبھی چھپ کے کسی کی بات نہیں سننی،کسی کا خط بغیر اجازت نہیں پڑھنا۔کسی سہیلی کو راز دار نہ بنانا،بچپن کی ناسمجھی ہوتی ہے مگر بعد میں شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ماں باپ سے پوچھے بغیر کبھی کسی کاغذ پر دستخط نہ کرنا۔جو بات کوئی کہے کہ کسی کو نہ بتانا اُسے ماں کو ضرور بتانا۔اچھے نصیب کے لئے دُعا کرنا۔اپنے خرچ سے اپنا چندہ خود ادا کرنا۔''

(سیرۃ وسوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ: ص 237.242)

اگر ایک مومنہ قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی اور ان حکموں پہ عمل کرنے والی ہو تو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے صراطِ مستقیم کی راہیں کھول رہی ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

''پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے،اپنے بچوں کو پڑھائیں اور انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پر اثر نہیں ہوگا،اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اُٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے۔پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں اور انہیں بھی پڑھائیں۔''

(خطبہ جمعہ 16.09.2005)

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم قرآن کی تعلیم کو چھوڑ کر دینی یا دنیاوی کامیابیاں حاصل نہیں کر سکتے۔قرآنِ کریم زندگی کے ہر موڑ پر ہماری راہنمائی کرتا ہے۔اور قرآن کریم میں واضح ہدایات موجود ہیں۔جس میں حیاء، پاکدامنی اور پردہ کے بارے میں واضح راہنمائی موجود ہے۔لہذا حیاء، پاکدامنی، پردہ عورت کی شان اور اسکی حفاظت کا ضامن ہے۔اگر آج کی مائیں ان احکامات پر عمل نہ کریں گی تو وہ آئندہ نسلوں کے لیے کیسے نمونہ بن پائیں گی۔خالی نصیحت بے فائدہ ہوتی ہے جب تک عمل اس کے مطابق نہ ہو۔اور اس کا نقصان یہ ہوگا کہ نہ وہ خود دیندار رہیں گے اور نہ ہی وہ دین کے لیے فائدہ مند وجود بن سکیں گے اور یہ دینی اور قومی دونوں طرح کا نقصان ہے اس کا ازالہ ناممکن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہمارے مستقبل کی فکر میں فرماتے ہیں کہ:۔

''اگلی نسلیں انتہائی خطرناک دور میں داخل ہونے والی ہیں۔ہر طرف بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ہر طرف ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ اگر آپ نے پردے کی خاص حفاظت نہ کی تو اتنے خطرناک حالات سے آپ کی اگلی نسلیں دوچار ہوں گی کہ آپ حسرت سے دیکھیں گی اور ان کو واپس نہیں لا سکیں گی۔آپ زندگی کے فیشن سے جس کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام میں ذکر ہے دور جا رہی ہیں اور جب آپ کو آپ کے فائدے کی خاطر روکا جاتا ہے تو جواب میں زخم لگا کر، چرکے لگا کر،اپنے دُکھ دوسروں میں منتقل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔''

(27دسمبر 1982 جلسہ گاہ مستورات)

یاد رکھیں خلافت کی اطاعت کے بغیر نہ اچھی ماں اور نہ اچھی نسلیں تیار ہوسکتی ہیں۔یہ ممکن ہی نہیں کہ ہمارے کسی عمل میں برکت پڑ جائے۔

اللہ تعالیٰ کامیاب مومنین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو،اللہ اور رسول کی آواز پہ لبیک کہا کرو۔جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم اسی کی طرف اکھٹے کئے جاؤ گے۔'' (سورۃ الانفال آیت:25)

حضرت مصلح موعودؓ خلافت کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''خلافت کے تو یہ معنی ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی

تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 24.01.36)

احمدیت کو اللہ نے ایسی عظیم مائیں عطا کی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ جو خلافت کے ایک اشارے پر اپنا تن، من، دھن اور اولاد قربان کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ وہ بچپن سے اپنی اولاد میں خلافت کی محبت گھول دیتی ہیں۔

خلیفہ وقت اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں قیام نماز، دُعاؤں عبادتوں، تبلیغ، مالی قربانی، تربیتی امور، نظام اور عہدے دار کی اطاعت کے بارے میں بارہا توجہ دلاتے ہیں یہ سب باتیں ہماری بقا اور ترقی کا باعث ہیں۔ ہر مومنہ ماں سچے دل سے اس بات کا عہد کرے کہ نہ صرف خود بلکہ اپنی نسلوں کو بھی اس بابرکت نظام سے وابستہ کرے گی۔ خطبات و خطابات سننا ان پر عمل کرنا، خط لکھنا، ملاقات کرنا اور دعا کے ساتھ مستقل مزاجی سے ان پر ثابت قدم رہنا ایک احمدی ماں کی ذمہ داری ہے۔ دین کو دنیا پہ مقدم جاننا ایک احمدی ماں کی شان ہوتی ہے۔ ایسی مائیں اپنی اولادوں کے لئے جنت کے سامان پیدا کرنے والی بن جاتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہم پر حسنِ ظن رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''احمدی عورت واقعتاً اس بات کی اہلیت رکھتی ہے اور حضرت محمد ﷺ کی توقعات کو پورا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے کہ اس دُنیا میں جنت کے نمونے پیدا کرے۔ اپنے گھروں کو وہ جذب دے، وہ کشش عطا کرے جس کے نتیجے میں وہ محور بن جائے اور اُسکے گھر کے افراد اُس کے گرد گھومیں، اُنہیں باہر چین نصیب نہ ہو، بلکہ گھر میں سکینت ملے۔۔۔۔۔۔۔ یہ وہ اسلامی معاشرہ ہے جس کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک ہی چھوٹے سے جملے میں فرمایا کہ:۔

''تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

(جلسہ سالانہ قادیان 27.12.1991)

ایک مومنہ ماں بدرسومات اور لغویات سے نہ صرف خود بچتی بلکہ اولاد کو بھی احکامِ خداوندی پر عمل کروانے پر کوشاں رہتی ہے۔

زمانے کی دوڑ اور جدید ٹیکنالوجی نے انسان کو پاگل بنا کے رکھ دیا ہے۔ معاشرے میں ایک بے چینی کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ جہاں شادی بیاہ اور معاشرے کی اپنی پیدا کردہ رسومات نے دنیا داری میں گھیر رکھا ہے تو دوسری طرف انٹرنیٹ، فیس بک، ٹی وی جیسی ایجادات معاشرے کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے جن کی بدولت خدا تعالیٰ نے خلافت کی نعمت ہم میں جاری فرمائی ہے۔ خلیفۂ وقت قدم قدم پر ہماری فکر کرتے اور قیمتی نصائح سے نوازتے رہتے ہیں۔

حضورِ انور فرماتے ہیں کہ:۔

'' 10-12 سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کر نوجوان لڑکیوں تک جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل کی لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگ سارا دن ایسا پروگرام دیکھ رہی ہیں جس میں کوئی تربیت نہیں ہے تو یہ لغویات ہے۔ انٹرنیٹ ہے، اس میں بعض دفعہ ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر آپ واپس نہیں آسکتیں اور بے حیائی پھیلتی جاتی ہے۔ بعض

دفعہ ایسے معاملات آجاتے ہیں کہ غلط قسم کے گروہوں میں لڑکوں نے لڑکیوں کو کسی جال میں پھنسالیا اور پھران کو گھر چھوڑنے پڑے اوراپنے خاندان کے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہوئیں۔اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بچنے کی بہت ضرورت ہے۔ٹی وی پر بے حیائی کے بہت سارے پروگرام ہیں، ایسے چینل والدین کو بھی بلاک کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہیں۔''

(سالانہ اجتماع لجنہ وناصرات جرمنی 2011)

مائیں اگر بیدار ہو جائیں اور پختہ اِرادہ کرلیں کہ ہم نے اپنی نسلوں کو ضائع ہونے سے بچانا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے حضور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر گِڑ گڑائیں پھر کامیابی لازمی امر ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ دردِ دِل سے کی ہوئی دُعائیں ضرور سنتا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ جانتے تھے کہ ہم احمدی عورتیں یہ کام کر سکتی ہیں۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ:۔

''پس عورتیں اگر چاہیں تو وہ دُنیا کو مستقل طور پر دین بخش سکتی ہیں۔عورتیں اگر چاہیں تو وہ دُنیا کو مستقل طور پہ ایمان بخش سکتی ہیں۔اور یہ کام اتنا بڑا ہے کہ نپولین کی فتح یا تیمور کی فتح یا ملکہ الزبتھ کی فتح یا اور بادشاہوں کی فتوحات اس کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہو کر رہ جاتی ہیں۔قرآن کریم کہتا ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے دین قائم کرو،مگر یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔میں نے آئندہ نسل کو پہلوں سے زیادہ دیندار بنانا ہے تو شیطان اس پر کس طرح قبضہ کرسکتا ہے۔مردوں نے شیطان کا مقابلہ کیا مگر ہمیشہ ناکام رہے۔زیادہ سے زیادہ صرف ایک نسل کو دین پر قائم کرنے میں کامیاب ہو سکے۔صرف عورت ہی ہے جو شیطان کا مقابلہ کرسکتی ہے۔اگر عورتیں فیصلہ کرلیں کہ ہم نے آئندہ نسلوں کو خادمِ دین بنانا ہے تو شیطان اس کو کس طرح بگاڑے گا آئندہ نسل پر شیطان کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ماں کا اثر ہوتا ہے۔۔۔ کیونکہ عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے، بچہ بولنا سیکھتا ہے تو اپنی ماں کی گود میں، جذبات سیکھتا ہے تو اپنی ماں کے ذریعہ سے،فکر کا مادہ اس میں پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کی وجہ سے۔غرض وہ تمام باتیں عورت سے ہی سیکھتا ہے۔اگر عورت اس عزم کے ساتھ کھڑی ہو جائے کہ میں آئندہ نسل کی اصلاح کروں گی ،تو جو کام بزرگوں سے نہیں ہوا وہ ہمیشہ کے لئے ہوسکتا ہے اور خدا کی بادشاہت اس دنیا میں اس طرح قائم ہوسکتی ہے جس طرح وہ آسمان پر ہے۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرائض کے سمجھنے کی توفیق دے تا کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو آپ ہمیشہ ہمیش کے لئے دنیا میں قائم کر دیں اور آپ کے بعد آپ کی بیٹیاں اور پھر بیٹیوں کے بعد ان کی بیٹیاں قرآن کریم کو جاری کرنے والی اور اپنے نیک نمونہ کے ساتھ اسلام کو دائمی زندگی بخشنے والی ہوں۔'' اللّٰھم آمین

(الفضل 22.12.1950 ص:8)

لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔جزاکم اللہ

جماعت احمدیہ اور خدمت خلق

نبیلہ رفیق مجلس درامن

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّ يَتِيمًا وَّأَسِيرًا۝

(سورۃ الدّھر: آیت:9)

ترجمہ: اور وہ کھانے کو، اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''۔۔۔یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہ تعالیٰ شانہ) پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔'' (ملفوظات۔ جدید ایڈیشن۔ جلد چہارم۔ صفحہ:218)

خُدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا بہت بڑی نیکی ہے اس سلسلے میں حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:۔

''اللہ عز و جل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابنِ آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تُو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تُو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تُو تو ربُّ العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا تو تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا ربّ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہیں پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔'' (حدیقۃ الصالحین: صفحہ: 279)

جبھی خالق کون و مکان نے اپنے مقدس کلام میں یہ فرما دیا ہے کہ

''میں نے انسان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ عبادت کرے،،

(سورۃ الذّریٰت: آیت:57)

اور پھر عبادت کی تشریح میں عبادت کے عمل کو دو عملی صورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ رسولِ خدا ﷺ کا فرمان ہے:

''کسی کو مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے۔''

اور راستے میں گری کانٹوں بھری شاخ کا اُٹھانا بھی جنّت میں جانے کا سبب بن جاتی ہے بلکہ پیاسے جانور کو پانی پلانا بھی بخشش کی وجہ بن جاتا ہے حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں۔ ''تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔ غریبوں کا حق ادا کرو۔ مسکینوں کو دو۔ مسافروں کی خدمت کرو۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صفحہ :51)

ا۔ خدا کی عبادت اور بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی:۔

اس لحاظ سے جب ہم انسان کی ضروریات اور اُس کو پیش آنے

والے مسائل کو دیکھتے ہیں تو ان گنت باتیں ہیں جس کے ذریعے ایک انسان یا ایک جماعت ضرورت مندوں کی مدد کر سکتی ہے مثلاً جسمانی، مالی، معاشی، تمدّنی، ذہنی، نفسیاتی حتیّٰ کہ انسان کو تو روحانی اور علمی مدد کی بھی حد سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جسے وہ دوسرں کی مدد کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ ہماری دُنیا میں بہت سے نام ایسے ہیں جن کے ساتھ خدمتِ خلق کرنے کی ایسی تاریخ موجود ہے کہ اُن کا نام لیتے ہی اُن کے انسانیت پر کئے گئے اجتماعی احسانات کی فلم آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جاتی ہے۔ ان میں روحانی و مذہبی پیشواؤں کو ان سے الگ بھی کر لیا جائے تو تب بھی سماجی مددگار کی بھی ایک لمبی فہرست ہمیں دیکھنے کو ملے گی۔ جیسے مدر ٹریسا، ریڈ کراس، یونیسف، ایدھی، نیلسن منڈیلا وغیرہ۔

خدمتِ خلق کرنے کے لئے کوئی پیمانہ یا گریڈ مقرر نہیں ہوتا کہ کس کی کتنی خدمت کرو تو وہ خدمتِ خلق کہلائی جائے گی۔ خدمت تو خدمت ہے۔ وہ چاہے کسی کی طرف مسکرا کر دیکھنے سے کی جائے جس سے کہ مخاطب کی طبیعت پر چھائی اُداسی اور مایوسی دور ہوتی ہو، یا رحمۃ اللعالمین کے فرمان کے مطابق ہانڈی میں اس خیال سے شوربہ پتلا کیا جائے کہ کسی ہمسائے کو بھی اس میں سے حصّہ دیا جائے گا۔ یا عین وقت پر حجِّ بیت اللہ کے سفر کا ارادہ محض اس لئے ترک کر دیا جائے کہ اس رقم سے کسی مستحق کی شدید ضرورت کو پورا کرنا مقصود ہو اور اپنی زندگی بھر کی جمع کی ہوئی پونجی اُس مستحق کو دے دی جائے۔

مخلوقِ خدا کے اس ریلے میں تقریباً سوا سو برس قبل ایک چھوٹی سی جماعت ہندوستان کے چھوٹے سے گاؤں سے نکل کر دُنیا کے طول وعرض میں اس انداز سے پھیلی ہے کہ جس جس خطے سے بھی اس کا گزر ہوا اُس نے بلاتمیز رنگ ونسل انسانیت کے لئے روحانی، مالی، جسمانی، تمدنی اور معاشی مائدے کے انتظام کی کوشش کی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس جماعت کی بنیاد اور اسکے بانی حضرت مرزا غلام احمدؑ کا مشن ہی انسانیت کو روحانی فائدہ پہنچانا تھا تو غلط نہ ہوگا۔ احمدیہ سلسلے نے جہاں ہندوستان کے مسلمان جو ضعیف العقادی کی انتہا تک پہنچ چکے تھے اُنہیں گمراہ کُن عقائد سے نجات دلا کر حقیقی اسلام اور ایک زندہ خدا کا چہرہ دکھایا۔ وہاں اُنہوں نے ہندوستان میں مختلف انواع کی اقوام جو آپس میں نفرتوں کے رویئے رکھتی تھیں کی حالت دیکھتے ہوئے محض طبعی ہمدردی سے مغلوب ہو کر صلح وصفائی کے ساتھ رہنے کی تاکید کرتے ہوئے ان کے نام ایک کتاب لکھ ڈالی، جس کا نام ہی ''پیغامِ صلح'' رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اے ہم وطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوّتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے۔ اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔'' (پیغامِ صلح صفحہ: ۱)

پس یہ اخلاق ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی بنی نوع انسان سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں۔ اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

گویا حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے ہندوستان کی دُنیا کو حقیقی عرفان کا چہرہ دکھایا اور رسولِ خدا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے ماننے والوں کو سچے اسلام کا چہرہ دکھایا اور ایک خدائی جماعت قائم کی اور اس جماعت کو دُنیا کی اصلاح اور خدمتِ انسانیت کرنے پر مامور کر دیا تا کہ وہ دُنیا کو احمدیت یعنی سچے اسلام کی خوبیاں بتانے کے ساتھ ساتھ انسانیت کی خدمت پر ڈٹ جائے۔

لہٰذا حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے ہر خلیفہ کا ماٹو ہی یہ رہا ہے'' کہ

انسانیت کی ہمدردی کی جائے خواہ اس کے لئے کتنی ہی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے۔''

اگر ہم احمدیت کی ایک سوبیس سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو انسانیت کی خدمت کی ایک لمبی فہرست ہے جسے گننا مشکل ہو جائے گا۔مثلاً **شدھی کی تحریک** میں بے بس غریب مسلمانوں کو ہندو بننے سے روکنے کی سعی۔

تحریکِ آزادی پاکستان میں مہاجروں کی نقل مکانی کے سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ کی تجاویز۔

کشمیریوں کے حقوق کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کاوشیں۔

وقفِ جدید کے نظام کے تحت معلمین بنا کر ہندوستان اور پاکستان کے دور دراز علاقوں میں بچوں اور ناخواندہ لوگوں کو مفت تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کروایا جن میں ہندوستان اور پاکستان کے پس ماندہ علاقے سرِ فہرست ہیں۔اس تحریک کا بجٹ اب لاکھوں پاؤنڈ تک پہنچ چکا ہے۔جس کے تحت سینکڑوں احمدی اپنی زندگی وقف کر کے غریب ممالک کے دیہاتی علاقوں میں جا کر پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔

نصرت جہاں اسکیم:۔ حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح الثالث نے اللہ سے خبر پا کر ''نصرت جہاں اسکیم'' کا عظیم الشان منصوبہ شروع کیا تھا۔جس کے تحت افریقہ کے پانچ ممالک میں اسپتال ڈسپینسریاں اور اسکول کھولنے اور وہاں کے بچوں کو مفت تعلیم پہنچانے کا عظیم الشان منصوبہ شامل تھا۔اس نے آج اللہ کے فضل کے ساتھ افریقہ کے کئی ممالک کی حالت اور زندگی بدل کے رکھ دی ہے۔وہ تحریک جو پانچ ممالک سے شروع ہوئی تھی اس وقت اس کے تحت بارہ ممالک میں چھتیس اسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں۔بارہ ممالک میں 521 ہائی اور پرائمری اسکول کام کر رہے ہیں۔اس سال بینین کے ملک میں بھی ایک سوساٹھ بستروں پر مشتمل اسپتال کھولا گیا ہے جو اس علاقے کی ضرورت پوری کر رہا ہے۔مفت ہومیو پیتھی علاج کی سہولتیں بھی ان اسپتالوں کے ساتھ ساتھ مہیا کی جاتی ہیں۔

بیوت الحمد کا عظیم الشان منصوبہ:۔ جو جماعت کے بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا مسکین لوگوں کے لئے بالکل مفت رہائشی انتظام ہے۔

گندم بونے کا کامیاب تجربہ:۔ گھانا میں گندم بونے کے کامیاب تجربے کیے گئے جن کو حکومتی سطح پر سراہا گیا۔کیونکہ اس کامیاب تجربے نے اس غریب ملک کی معیشت پر نمایاں اثر ڈالا۔

مریم شادی فنڈ:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی مرحومہ والدہ کے نام پر مستحق بچیوں کے جہیز کے لئے ایک فنڈ ''مریم شادی فنڈ'' کے نام پر قائم کیا۔اس فنڈ سے ہر سال درجنوں بچیوں کے جہیز اور شادی کے انتظام کئے جاتے ہیں۔

ہیومینٹی فسٹ:۔ کی شکل میں مغربی افریقہ، یوگنڈا، روانڈا، کانگو، ہندوستان، آسام، بنگال اور پھر گاہے بگاہے دُنیا میں آنے والی زمینی و سماوی آفات کے وقت مخلوقِ خدا کی بے لوث خدمت کرنا بھی شامل ہے۔اس تنظیم کے تحت تیسری دُنیا میں آنے والی آفات کے وقت بھی اور افریقہ اور دوسرے غریب ممالک میں فلاحی کام کئے جاتے ہیں۔ 2005 انڈونیشیا میں آنے والی سونامی 1908 میں پاکستان میں آنے والے ہولناک زلزلہ، ہیٹی، اور بنگلہ دیش کے طوفان ہر جگہ احمدیہ جماعت کی یہ تنظیم انسانی خدمت کے لئے پیش پیش ہوتی ہے۔دُنیا کی دوسری تنظیموں کے ساتھ اس کا فرق یہ بنتا ہے کہ عام دُنیا کے میڈیا میں عوام سے رقم مانگنے کے لئے اشتہار بازی نہیں کی جاتی۔جماعتِ احمدیہ کا خدمتِ خلق کرنے کا اپنا طریق ہے اور زیادہ تر یہ تنظیم خاموشی سے انسانیت کی خدمت کرتی رہتی ہے۔جماعت کے ممبران کو اس کی تفاصیل معلوم ہیں لہٰذا احمدی مردوزن اپنے طور پر قوم کی ادائیگی کرتے رہتے ہیں اور انسانیت کی خدمت پر کمربستہ یہ تنظیم خلیفہ وقت کی ہدایات کے تابع، قدرتی آفات میں مدد کرنے کے علاوہ بھی مختلف کاموں میں مصروف رہتی ہے۔مثلاً افریقہ میں پانی کے کنوئیں۔

آئی کیمپ:۔ جگہ جگہ گاہے بگاہے آئی کیمپ لگائے جاتے ہیں۔یہ کیمپ بھی برس ہا برس سے لگائے جا رہے ہیں، جہاں غرباء کا بالکل مفت

علاج کیا جاتا ہے۔اس سال صرف برکینا فاسو میں ہی چار آئی کیمپ لگائے گئے۔جس میں 241 لوگوں کے آنکھ کے موتیا کے بالکل مفت علاج کئے گئے۔اس جگہ پر اب تک ۱۱۹۰ لوگوں کے مفت آپریشن ہو چکے ہیں۔نائیجیریا میں بھی کیمپ لگا کر کامیاب آپریشن کئے گئے۔افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بھی آنکھوں کے امراض کا مفت علاج کیا گیا۔

بلڈ بینک:۔ کچھ ممالک کی خدام جماعتیں ایسی بھی ہیں جنہوں نے بلڈ بینک کھولے ہوئے ہیں اور مرد و زن وہاں اپنا خون انسانی زندگیاں بچانے کے لئے عطیہ کرتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے ترقیاتی کاموں میں:۔ سے ایک احمدی آرکیٹکٹ اور انجینیر ایسوسی ایشن بھی خلفاء کی نگرانی میں کام کر رہی ہے ویسے تو یہ ایسوسی ایشن بہت پرانی ہے مگر 2003 سے اس ایسوسی ایشن کے اندر ایک نئی روح پھونک دی گئی ہے اور جب سے یہ ایسوسی ایشن ایک نئے جذبے کے ساتھ انسانیت کا کام کر رہی ہے۔اس سلسلے میں امام جماعت احمدیہ نے ایسوسی ایشن کے ایک اجلاس کے درمیان فرمایا:۔''کہ ان میں سے یقیناً بعض انگلستان یا یورپ میں مساجد اور مشن ہاوسز کی تعمیر پر کام بھی کرتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ایسوسی ایشن ایک نہایت اہم فریضہ انسانیت کی خدمت اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا بھی بخوبی نبھا رہی ہے۔مثلاً ایسوسی ایشن نے افریقہ میں ہزاروں کی تعداد میں نلکے لگائے ہیں یا ان کی مرّمت اور بحالی کا کام کیا ہے۔جو قبل ازیں حکومتوں یا این جی اوز نے لگائے تھے اور ناکارہ ہو چکے تھے۔یوں ایسوسی ایشن نے ان دُور دراز علاقوں میں پانی کی فراہمی کا سامان کر دیا ہے جہاں پہلے پانی میسّر نہ تھا اور یہ انسانیت کی سچّی خدمت ہے۔اپنے گھروں کی دہلیز پر پانی کی فراہمی پر خوشی ان کے چہروں سے عیاں ہوتی ہے۔

حضور انور نے افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بجلی اور پانی پہنچانے کے کام میں اس ایسوسی ایشن کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بھی بیان فرمایا!''حال ہی میں مجھ تک افریقہ کے نہایت غریب اور معمّر احمدی کا واقعہ پہنچا ہے۔جن کے دور دراز گاؤں تک پہلے راستوں کی سہولت معدوم تھی اور وہاں بجلی اور پانی بھی نہ تھا۔لیکن اسی ایسوسی ایشن کی کوششوں سے یہاں شمسی توانائی سے بجلی مہیا کی گئی اور مسجد میں ٹی وی رکھ کر ایم ٹی اے چلایا گیا۔اس وقت یا تو میرا خطبہ چل رہا تھا یا میرا کوئی اور پروگرام نشر کیا جا رہا تھا۔تب اُس معمّر احمدی نے مجھے دیکھا اور دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔اُنہوں نے کہا کہ میں سوچا کرتا تھا کہ میں بھی کبھی خلیفہ وقت کی آواز براہِ راست سُن سکوں گا یا نہیں۔اور آج اللہ نے میری دُعائیں قبول کر لیں ہیں۔''

شمسی توانائی جسے سولر سسٹم کہا جاتا ہے۔اسکے سلسلے میں بھی احمدی ماہرین نے بے لوث کام سرانجام دیے ہیں۔افریقہ کے یہ علاقے اتنے پس ماندہ ہیں کہ یہاں بجلی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔وہاں جا کر احمدی انجینیر ز اور ماہرین نے سولر سسٹم کے تحت حیرت انگیز کام کئے ہیں۔غانا میں بارہ مقامات اور بورکینا فاسو میں دس مقامات پر سولر سسٹم کے تحت بجلی لگانے اور پانی پہنچانے کا کام کیا گیا ہے، بورکینا فاسو کے لوگوں نے پہلی دفعہ بجلی دیکھی۔اسکے علاوہ رواں سال میں تنزانیہ، گیمبیا، یوگینڈا اور کانگو میں دس مقامات پر سولر سسٹم سے بجلی لگائی گئی۔

ربوہ کا آباد ہونا ہی اپنی ذات میں قریبی آبادی کیلئے کسی نعمت غیر مترقّبہ سے کم نہیں جماعتِ احمدیہ کی اس غیر ذی زرع زمین پر آ کر آباد ہو جانا اور اپنے ساتھ ساتھ درجنوں چھوٹے موٹے دیہات جن کے پاس زندگی کی سہولیات یا روزمرہ کی چھوٹی سے چھوٹی شئے بھی درکار نہ ہوتی تھی یہ وہ لوگ تھے جن کو چھوٹی سے چھوٹی چیز کے لئے چینوٹ جانا پڑتا تھا۔مگر ربوہ کی آبادی ان کے لئے صدقہ جاریہ بن گئی ربوہ کے اسپتال اور دوسرے ڈاکٹرز کے کلینک کا جائزہ لے کے دیکھ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہر ڈاکٹر کے دروازے پر بیرون از ربوہ کے یہی لوگ بیٹھے ہوئے پائے جائیں گے اور ان کے علاج بھی رعائتی یا مفت کئے جاتے ہیں۔ربوہ چونکہ اپنے نام کی طرح دوسرے علاقوں کی نسبت قدرے

اونچی جگہ پر واقع ہے۔ اسلئے دریائے چناب کے پانی نے تقریباً ہر مون سون کے موسم میں اپنے کناروں سے باہر نکل کر اپنے ساتھ ساتھ بسنے والی آبادیوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوتا ہے۔ لیکن جب سے ربوہ بنا ہے تب سے بہت دفعہ ایسا ہوا کہ دریائے چناب کے پانی نے ربوہ کے نواح میں خوب تباہی مچائی ایسے مشکل وقت میں ربوہ کی انتظامیہ نے ربوہ کے خدّام کی مدد سے ان علاقوں میں جا کر ہر قسم کی مدد کی۔ باوجود اس کے کہ ربوہ والے جانتے ہیں کہ جب بھی ربوہ پر مشکل پڑی ہے ان لوگوں نے ہمیشہ مخالفین کا ساتھ ہی دیا ہے مگر اہلِ ربوہ کو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کا درس ملا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بہترین حسنِ سلوک کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا بیان کردہ تفصیل اصل میں اس حقیقت کی عشرِ عشیر بھی نہیں جو اصل میں جماعتِ احمدیہ کا عمل اور مقصود ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پاک صحبت میں رہ کر جہاں سلسلہ کے دوسرے احباب اور بزرگان نے اپنی نیکی کی فطرت میں خدمتِ خلق کا حسین اور لطیف عمل بھرپور طریقے سے شامل کیا وہاں خاندانِ مسیحِ موعودؑ کی عظیم ماں (حضرت امّاں جان) نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی قوتِ قدسیہ سے وہ خوبصورت فطرت پائی جس کے اندر بنی نوع انسان کے لئے محبت ہی محبت بھری ہوئی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضرت امّاں جان نے اپنی صحبت میں رہنے والی دوسری خواتین کو بھی اس حسین عادت کا خوب حصّہ دیا۔ ذیل میں کچھ واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جن سے جماعتِ احمدیہ کی خلقِ خدا سے ہمدردی کی روح اور جذبے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

یتیموں کی خبر گیری:۔ جماعتِ احمدیہ کے بزرگان کا ایک امتیازی خاصہ ہے۔ حضرت میر محمد اسحاقؓ صاحب (بھائی حضرت امّاں جان) نے قادیان میں یتامیٰ کے لئے بے پناہ کام کیا۔ اُن کی زیرِ کفالت بہت سے یتامیٰ پلتے تھے۔ اور وقت آنے پر وہ گھر گھر پھر کر یتیموں کے لئے راشن اکٹھا کیا کرتے تھے۔ اس خاندان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضرت میر اسحاقؓ کی عظیم بہن حضرت امّاں جان صاحبہ بھی اپنے اندر ایسی ہی روح لئے ہوئے تھیں۔ ان کی زندگی میں یتامیٰ کی خبر گیری ایک اہم کام تھا۔ آپ مسلسل یتیم لڑکیوں کو اپناتیں اور ان کی پرورش کرتیں۔ مگر ایسے کہ انہیں یہ محسوس نہ ہو کہ ہم پر یتیمی کی وجہ سے احسان کیا جا رہا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امّاں جان کسی چھوٹے گاؤں کی طرف سیر کو نکلیں۔ آپ کے ہمراہ دو خادمائیں امام بی اور مائی فجو بھی تھیں۔ جب آپ گاؤں کی ایک گلی سے گزریں۔ تو دیکھا کہ گندے چیتھڑوں میں لپٹی ایک لڑکی پڑی ہے اور خربوزوں کے گندے چھلکے منہ میں ڈال رہی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے۔ معلوم ہوا کہ یتیم ہے اور گونگی اور بہری ہے۔ آپ نے ایک خادمہ کو حکم دیا کہ اسے اُٹھا کر ساتھ لے چلو اور اسے لے کر سیدھی لڑکیوں کے اس اسکول تک پہنچیں جو اس وقت دار المسیح میں ہی لگتا تھا۔ اُس وقت اس لڑکی کی حالت بہت خوفناک تھی امّاں جان نے لڑکیوں کو بتایا کہ یہ ایک لاوارث یتیم بچی ہے اُستانی میمونہ سے کہہ کر اسے نہلایا دھلایا۔ تیسرے چوتھے دن اسے خود نہلاتیں دھلاتیں بچوں میں رہتے ہوئے اسے اتنی عقل آ گئی کہ وہ گھر کا کام کاج بھی کرنے لگ گئی۔ جوان ہونے پر اسے اپنے ہاتھوں سے بیاہا۔

(سیرت حضرت امّاں جان۔ تصنیف رضیہ درد صاحبہ صفحہ 20)

قیدیوں سے رابطہ اور خبر گیری:۔ جماعتِ احمدیہ کے فلاحی اور سماجی کاموں کے منشور میں قیدیوں سے رابطہ اور خبر گیری کرنا بھی شامل ہے لہٰذا اس سلسلے میں بھی بہت سے ممالک میں اس پر کام کیا جاتا ہے اور قیدیوں کی اخلاقی، مالی اور قانونی مدد بھی کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام:۔ احمدیت کے وہ سپوت ہیں جنہوں نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو صرف سائنسی ترقیات پر ہی مرکوز نہیں رکھا بلکہ اپنے فن کی بلندیوں پر پہنچنے کے سفر میں مسلسل اپنے وطن پاکستان کی ریاستی اور انفرادی ہر دو سطح پر خدمت بجا لاتے رہے ان کی خدمات کا مختصر خاکہ

کچھ یوں ہے۔

1961 میں صدرِ پاکستان جنرل ایوب کی پیشکش پر بغیر معاوضے کے حکومت کا سائنسی مشیر بننا قبول کرلیا۔اور مندرجہ ذیل خدمات سرانجام دیں۔

ا۔ ملک سے غربت ختم کرنے کے لئے سائنس کی ترقی کیلئے کوشش۔

2۔ملک میں سیم اور تھور ختم کرنے کیئے لئے ٹیوب ویل لگانے کا مربوط منصوبہ بنایا۔

3۔اپنے ذاتی اعزازات میں سے پاکستانی طالبِ علموں کو وظیفے دیئے۔

4۔عالمی اداروں سے پاکستان کے مختلف کالجز میں سائنسی آلات کی فراہمی۔

5۔تیل پیدا کرنے والوں سے عالمی سطح پر ایک مرکز بنانے کی تجویز اور اس کام کے لئے اپنا سارا نوبل انعام دینے کا اعلان۔

(پہلا احمدی مسلمان سائنس دان تصنیف انجینئر محمود مجیب اصغر)

سر ظفر اللہ خاں صاحب کا :۔وجود عالمِ اسلام کے لئے بے شمار آسانیاں پیدا کرنے والا وجود ثابت ہوا کتنے ہی عربی اور اسلامی ممالک ہیں جن کو خود مختاری دلوانے میں اور ان کے حقوق اور حیثیت اقوامِ متحدہ میں منوانے کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''غرض نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ بہت بڑا ذریعہ ہے۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔۔۔جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔مجھے ڈر ہے وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے ان کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کا سلوک کریں۔اور اس خدا داد فضل پر تکبّر نہ کریں۔پھر فرماتے ہیں:۔ یہ بالکل سچّی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جوان کے پاس نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے۔میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔۔۔'' (ملفوظات جلد:8 صفحہ: 102)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

محرّم کے ایام میں بکثرت درود بھیجنے کی نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''آج کل محرم کے دن ہیں۔اس سلسلے میں بڑی ضروری بات میں جماعت کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے اہلِ بیت کے ساتھ ہر عاشق کو ایک روحانی تعلق ہونا چاہئے۔یہ جو اختلافی مسائل ہیں یہ بالکل اور بات ہے۔لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے عشق، یہ بالکل اور معاملہ ہے۔یہ ایک لافانی مسئلہ ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی۔اس لئے جماعت احمدیہ اس طرف خاص توجہ کرے اور ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر بکثرت درود بھیجیں۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی جسمانی اولاد آپ ﷺ کی روحانی اولاد بھی تھی،صرف جسمانی اولاد نہیں تھی۔اس لئے **نورٌ علیٰ نور** کا منظر نظر آتا ہے۔حضرت امام حسنؓ ، حضرت امام حسینؓ اور باقی بہت سے آئمہ جو آپ ﷺ کی نسل سے بعد میں پیدا ہوئے بہت بڑے بزرگ تھے اور عظیم الشان روحانی مصالح کو سمجھنے والے،صاحب کشف و الہام تھے.....

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کے عشق میں ہم آگے ہیں،پیچھے نہیں ہیں۔یہ بات جماعت کو نہیں بھلانی چاہئے۔یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر جگہ لکھی فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمد ﷺ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد ﷺ است

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ غیروں کی نظر

عطیہ رفعت مجلس پرنس دال

اللہ تعالیٰ کے جو ہم پر بے انتہا احسانات ہیں ان میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم مومنین اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں کی اس جماعت کا حصّہ ہیں جو قرآنِ مجید کی آیتِ استخلاف میں موجود الٰہی وعدوں کی مصداق ہے۔اور جسمیں آنحضرت ﷺ کی پیش خبری کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت کا مبارک نظام موجود ہے۔آج روئے زمین پر ہم ہی وہ واحد جماعت ہیں جس پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر ہے اور جسے اس نے دُنیا بھر میں اسلام اور توحید کے قیام کے واسطے منتخب فرمایا ہے اور جب وہ کسی کو کسی کام کیلئے منتخب فرماتا ہے تو پھر اسے اپنی غیر معمولی تائید اور نصرت سے بھی نوازتا ہے اور دنیا کو دکھاتا ہے کہ یہ میرا انتخاب ہے اور میں ہی اسکا محافظ اور مددگار ہوں۔

125 سال قبل انڈیا کے چھوٹے سے قصبے میں خدائی منشاء کے تحت جنم لینے والی جماعت آج 200 سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے۔اس وقت دنیا میں تیزی سے بڑھنے والا مذہب اسلام ہے او ورلڈ کرسچین انسایکلو پیڈیا کے مطابق اسلام میں تیزی سے بڑھنے والی جماعت ’’جماعت احمدیہ‘‘ ہے۔

اس وقت دنیا میں جو بے چینی اور بد امنی پھیلی ہوئی ہے اور خاص طور پر مغربی میڈیا اسلام کی جو تصویر پیش کرتا ہے اس سے اسلام کا ایک منفی تصور قائم ہو گیا ہے۔جس کی وجہ سے اسلام کی اصل اور خوبصورت تعلیم نظروں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے خوف اور عدم استحکام کی وجہ سے تیسری جنگِ عظیم کی باتیں ہو رہی ہیں اور اس بیچ ایک دھیمی مسکان اور مضبوط لہجہ دنیا کو امن اور آشتی کی راہ دکھاتے ہمارے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتا ہے۔یہ چہرہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے جو نہ صرف ہمارے لئے قابلِ صد احترام وجود ہیں بلکہ غیر بھی آپ کی امن پسند صلح جو اور معاشرتی رواداری کے دل سے قائل ہیں اور آپ سے ملنے کے بعد بلا تامل اقرار کرتے ہیں کہ معاشرے میں پھیلی خوف کی فضا کو امن کی حالت میں بدلنے کیلئے آپ کی تجاویز نہایت اثر انگیز ہیں۔ذیل میں ایسے لوگوں کے خیالات جذبات اور تاثرات نقل کیے جاتے ہیں جو آپ سے ملاقات کے بعد بلا جھجک ان کی زبانوں سے جاری ہوتے ہیں۔

mr.kwamura ناگویا جاپان کے میئر ہیں انہوں نے آپکی شخصیت کے متعلق کہا ہے ’’آپ ایک نہایت خوبصورت انسان ہیں بلکہ آپ کے خیالات بھی اتنے ہی خوبصورت ہیں آپ جیسے لوگ ہیں جنہیں نوبل انعام ملنا چاہئے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014 ص 12)

mr yoslio Iwamura جو کہ ایک عیسائی پادری ہیں انہوں نے اپنی پہلی ملاقات کے بعد جو رائے دی وہ یہ تھی ’’حضرت خلیفۃ المسیح کی غیر معمولی فکری صلاحیت اور ساری دُنیا کے مسائل کے حل کی خواہش ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ

صرف جماعت احمدیہ کے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے حقیقی لیڈر اور امام ہیں''۔ (الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ص 13,12)

ایک اسکول کے پرنسپل نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کیا ''میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور کا پیغام اپنے اسکول کے بچوں کو تفصیل کے ساتھ نہ بتاؤں تو یہ ناانصافی ہوگی اسلام کا جو منفی تصور پہلے تھا حضورِ انور کے خطاب نے اسے بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ میں دنیا کے موجودہ حالات کے بارہ میں پریشان تھا آج مجھے اس بات کی تسلی ہوئی ہے کہ دنیا کی رہنمائی کرنے والا کوئی انسان تو موجود ہے۔ اگر یہ پیغام دنیا تک نہ پہنچے تو دنیا تیسری عالمی جنگ کی بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہوسکتی ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ص 13)

اسی جاپانی عشائیہ میں ناگویا کے ساحلی علاقے 'چتاہان تو' سے آنے والے ایک جاپانی Mr Yama Zaki Hiroyoki نے کہا کہ ''آج کی خوبصورت مجلس اور حضورِ انور کی امن اور آشتی کے قیام اور پرامن ماحول پیدا کرنے کی مساعی پر مبنی تقریر بہت قابلِ ستائش ہے آپکی باتوں سے یہ حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ اسلام بہت خوبصورت مذہب ہے جس کو بدنام کیا جا رہا ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ص 13)

Mr Kaneko tomohiro ایک انشورنس کمپنی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں انہوں نے کہا ''مجھے گزشتہ دس سال سے دنیا کے عجیب حالات اور جنگ عظیم کے بادل اُمڈتے نظر آتے اور فکر مند کرتے تھے آج حضور کی باتیں سنکر دل کو بہت خوشی ہوئی ہے کہ انسانی ہمدردی اور باہمی مؤاخات کے قیام کیلئے آپس کی نفرتیں اور فاصلے نہ بڑھائے جائیں اگر ایسا ہوتا رہا تو دنیا واقعی ایک خطرناک دَور میں داخل ہوجائے گی''۔

(الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ص 12)

مذاہبِ عالم کانفرنس جو انگلستان میں منعقد ہوئی اور جہاں دُنیا بھر کے نمائندگان شامل تھے جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان میں سے چند ایک کے تاثرات درجِ ذیل ہیں۔

اسرائیل کے چیف ربی کے نمائندہ Proff. Daniel Sperber Rabbi نے کہا ''میں نے دیکھا کہ حضورِ انور کے چہرے سے اپنائیت اور گرم جوشی چھلکتی ہے۔ انکو دیکھ کر ان میں ایک قوت جاذبہ نظر آتی ہے اور انسان ان کی طرف مائل ہونے لگتا ہے ان میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو ایک سچے لیڈر میں ہونی چاہئیں اگرچہ میری ملاقات حضورِ انور سے صرف چند لمحے کیلئے ہوئی ہے لیکن میں اس قدرتی کشش سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکا جو ان کی شخصیت کا جزولازم ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ص 11)

Peter Quilter جو ویسٹ سرے کمرشل بینکنگ کے ڈائریکٹر ہیں ان کے تاثرات کچھ اس قسم کے تھے کہ ''میرے لئے اس تقریب میں شامل ہونا بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا جہاں آپکو کسی کی شخصیت متاثر کردے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے زندگی کا ایک نیا مقصد لیکر جا رہا ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ص 11)

ناروے سے تعلق رکھنے والے Stein villumstad جو کہ یورپین کونسل برائے مذہب کے جنرل سیکریٹری ہیں اور اس کانفرنس میں شامل تھے، جب حضورِ انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہال کے اندر تشریف لائے تو حضورِ انور کو دیکھتے ہی انہوں نے بے اختیار کہا! Man of peace۔

مسجد المہدی کی افتتاحی تقریب میں جو مہمان شامل ہوئے وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے برملا اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا۔

ایک جرنلسٹ نے کہا کہ آپ کے خلیفہ کے چہرہ پر نور نظر آتا ہے۔ یہ خاموش بھی رہیں تو سارا دن ان کو دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ کہ انسان دیکھتا ہی چلا جائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ص 13)

Greek Orthodox Patriarch of Antioc سے تعلق رکھنے والے Father Ethelwine Richards نے کچھ ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ''میں حضور انور کی شخصیت اور پیغام کو دل سے سراہتا ہوں ہمیشہ کی طرح اس کانفرنس کی بہترین تقریر حضورِ انور کی تقریر ہی تھی۔''

(الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ص 12)

Billy Tranger ناروے کی کرسچین ریپبلک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کہتے ہیں ''خلیفہ نے اپنے پیغام کے آخر میں ایک بہت ہی اہم پیغام دیا ہے کہ ہم سب کو مل کر امن کے قیام کیلئے کام کرنا چاہیے۔ اور میرا خیال ہے یہی وہ امر ہے جس کی دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس پیغام کی ہمیں ناروے میں بھی بہت ضرورت ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 18 اپریل 2014ص 11)

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی قیادت میں اسلام کا حقیقی اور روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو تشدد پسندی اور دہشت گردی کی دھول سے پاک ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے بارے میں تاریخی مذاکرات قرآن مجید اور حدیث کی روشنی میں براہ راست اسلام کا دفاع کیا ہے۔ سرحدوں کے پار امن اتحاد اور رواداری کے فروغ کی ان تھک کوششوں کی وجہ سے آپ بلا شبہ امن کے سفیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ہمیشہ آپ پر اپنی تائید و نصرت کے در وا رکھے اور ہر مقام پر کامیابیاں اور کامرانیاں عطا کرتا چلا جائے آمین۔ ''**انی معك یا مسرور**۔''

اتمامِ حُجّت

منظوم کلام: *حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام*:۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھُوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچّی گواہی کو چھُپاتا ہے
تِری اِک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے

ترے مکروں سے اَے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

اگر تیرا بھی کُچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزّت مُجھ کو اور تُجھ پر ملامت آنیوالی ہے

بُہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چُھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنیوالی ہے

خُدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے مُنکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

خُدا اظہار کرے گا اِک نشاں پُر رُعب و پُر ہیبت
دِلوں میں اِس نشاں سے اِستقامت آنیوالی ہے

خُدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خُدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(از دُرِّ ثمین صفحہ 94)

حضرت سیّدہ عزیزہ بیگم صاحبہ (اُمِ وسیم)
حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناروے

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ والسلام کے شجرۂ طیبہ اور درخت وجود باجود سے پیوند ہونے والی خوش بخت خواتین مبارکہ میں سے یکے از بھاگوں والی ہستی الحاجہ سیّدہ عزیزہ بیگم بھی ہیں۔

آپ موصوفہ کو ماشااللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو ہونے کا شرف حاصل ہوا اور آپ پسر موعود حضرت مصلح موعودؓ کی حرم خامس بننے کے لئے منتخب ہوئیں۔ اور آپ اپنے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب درویش قادیان و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام نامی خاص سے ''اُم وسیم'' کہلاتی تھیں۔ حضرت اُم وسیم احمد صاحبہ امیر الحجاج حضرت سیٹھ محمد ابوبکر یوسف صاحبؓ متوطن جدہ عرب اور الحاجہ حضرت عائشہ بیگمؓ کی چشم و چراغ تھیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک خاص منشا مبارکہ اور مقاصد عالیہ کی تکمیل اور تعمیل کی نیت سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس غریب الدیار عرب خاندان سے تعلق استوار کرنے سے پہلے خدا کے حضور راہ نمائی کے لئے جب دُعا اور استخارہ کا مسنون طریق اختیار فرمایا اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف آپ ہی کو رؤیا صالحہ میں اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی بشارت عطا فرمائی بلکہ حضرت اُمّ المؤمنین حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کو بھی آسمانی نوید سے نوازا گیا۔ چنانچہ یکم فروری 1926ء بروز دوشنبہ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔ اس تقریب کے پس منظر میں کیا خاص عوامل شامل تھے اس کی وضاحت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بیان ''چند ضروری باتیں'' کے عنوان سے اخبار الفضل قادیان کی 29 جنوری 1926 کی اشاعت میں منظر عام پر آیا اس الفضل کے دو اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

''1914ء میں جب میری شادی امۃ الحیٔ مرحومہ سے ہوئی تھی اس وقت مکرمی ابوبکر صاحب جمال یوسف تاجر جدّہ نے مجھے لکھا تھا کہ جب سے میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے میری خواہش تھی کہ میں اس کی شادی آپ سے کروں لیکن اس خیال سے کہ شاید آپ کو نکاح ثانی پسند نہ ہو خاموش تھا لیکن اب جبکہ آپ نے دوسری شادی کر لی ہے میں اس خواہش کا اظہار کر دیتا ہوں۔

میں نے انہیں تو کوئی جواب نہ دیا لیکن چونکہ میرا ہوش سنبھالتے ہی یہ خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو کہ مسلمانوں کی دوسری زبان عربی ہونی چاہئے پورا کرنے کا یہ بہترین طریق ہے کہ عربی بولنے والی عورتوں سے شادی کی جائے تا بچوں میں عربی کا چرچا ہو اس لئے میں نے یہ ارادہ کر

لیا تھا کہ میں اس جگہ ممکن ہوا تو شادی کروں گا اور اس کا اظہار بھی کرتا رہا جس کی اطلاع انہیں بھی ملتی رہی۔ 1924ء سیٹھ صاحب قادیان تشریف لے آئے اور گو میرے حالات اس وقت شادی کے متقاضی نہ تھے مگر چونکہ ایک رنگ کا وعدہ ہو چکا تھا میں نے حافظ روشن علی صاحب کی معرفت اس مسئلہ کو طے کرنا چاہا۔ معاملہ ایک حد تک طے ہو چکا تھا کہ امۃ الحئی صاحبہ کی طبیعت یکدم زیادہ بگڑ گئی اور دو چار دن میں فوت ہو گئیں۔ اس سے بات درمیان میں رہ گئی لیکن اس دوران میں مَیں نے بعض خوابیں دیکھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ شادی ہونی مقدر ہے مگر خوابیں چونکہ تعبیر طلب ہوتی ہیں میں نے خیال نہ کیا لیکن جلسہ کے قریب جبکہ پہلے خیال کو میں قطعی طور پر دل سے نکال چکا تھا میں نے پھر اسی قسم کی رؤیا دیکھی اور ادھر والدہ صاحبہ حضرت (اماں جانؓ) نے جو ان دنوں شملہ میں تھیں اس قسم کی رؤیا دیکھی جس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ شادی مقدر ہے لیکن تب بھی میں نے کوئی زیادہ توجہ نہ کی لیکن جلسہ کے موقعہ پر اور اس کے بعد چند اور لوگوں نے جن کو کچھ بھی اس امر کی واقفیت نہ تھی ایسی رؤیا سنائیں جن سے اس امر کا اظہار ہوتا تھا اس لئے میں نے استخارہ کر کے دوستوں سے مشورہ کیا اور اکثر دوستوں نے یہی مشورہ دیا کہ مجھے پچھلے وعدوں اور خوابوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ شادی بھی کر لینی چاہئے۔ چونکہ خوابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قضائے الٰہی یہی ہے اور میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ رضائے الٰہی یہی ہو اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے، کہ میں اس جگہ نکاح کر لوں۔ سیٹھ صاحب مذکور نہایت مخلص آدمی ہیں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو دیکھ کر ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہ سامان کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس رشتہ میں کوئی ایسا فائدہ ہو جو اس وقت مجھے نظر نہیں آتا اور آئندہ ظاہر ہو۔ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ۔

سردست تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ صاحب کے اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے متواتر اور کئی آدمیوں کو رؤیا کے ذریعہ سے اس امر کے منشائے الٰہی ہونے کا علم دیا ہے۔ سیٹھ صاحب کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یکمشت جو بڑی سے بڑی رقم سلسلہ کو ملی ہے وہ انہی کی ہے۔ انہوں نے سترہ ہزار روپیہ 1918ء میں سلسلہ کی مدد کے لئے دیا تھا۔...غرض کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اخلاص کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرانے کے لئے خوابوں کا ایسا سلسلہ شروع کر دیا کہ جس سے میری توجہ مجبوراً پھر اس امر کی طرف پھر گئی‘‘

(الفضل 29 جنوری 1926ء صفحہ 1، 2)

حضور کے نزدیک تو اسلامی تمدن کے قیام اور قرآنی احکام کی تعمیل میں کسی اعتراض کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا تاہم حضور نے اس رشتہ کے سلسلہ میں جن احباب سے مشورہ لیا ان میں سے بعض نے لوگوں کے معترض ہونے کے اندیشہ کا ذکر کیا۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

’’جن دوستوں سے میں نے مشورہ کیا ہے ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اعتراض کریں کہ اس رشتہ کی کیا ضرورت تھی؟ میں سمجھتا ہوں اعتراض یا دشمن کر سکتا ہے یا دوست، دشمن کے اعتراض کی تو کچھ پرواہ ہی نہیں وہ کیا رسول کریم ﷺ پر اعتراض نہیں کرتا؟ باقی رہے دوست سو دوستوں کو میں ایسا نہیں سمجھتا کہ وہ اس کام پر جو رؤیا کی بناء پر کیا جاتا ہے اعتراض

کریں۔ چار شادیوں تک تو شریعت نے خود اجازت دی ہے۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے بچپن سے ہی ایسی زندگی میں سے گزارہ ہے کہ اعتراضوں کی جب وہ بے ہودہ ہوں پرواہ ہی نہیں۔ میرا جسم اعتراضوں کی کثرت سے اعتراضوں کی برداشت کے لئے اس قدر مضبوط ہو چکا ہے کہ اب اس پر کوئی اعتراض اثر نہیں کرتا نہ لوگوں کی رضا سے میں خوش ہوتا ہوں نہ ان کی ناراضگی سے ناراض۔ مجھے تو صرف خدا تعالیٰ کی رضا چاہئے اور اس کی رضا کو پورا کرنے کے لئے دشمن تو الگ رہے اپنے دوستوں سے بھی مجھے الگ ہونا پڑے تو مجھے ایک ذرہ بھر بھی ملال نہ ہو۔''

(الفضل 29 جنوری 1926ء صفحہ 2)

حضرت اُم وسیم احمد صاحبہ خاکسار کی بڑی پھوپھی تھیں۔ آپ کے مختصر سے ذکر خیر کے ساتھ اس عاجز کو براہ راست سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت اور آپ موصوفہ کے زیر سایہ عطوفت سال 1954 تا 1956 کا کچھ عرصہ قصر خلافت میں آپ کی ہمہ وقت مربیانہ شفقتوں اور بے شمار عنایتوں سے لطف اندوز ہونے کی سعادت حاصل رہی اس کا جستہ جستہ تذکرہ پیش ہے۔

سال 1954-1955 میں خاکسار جامعۃ المبشرین ربوہ میں زیر تعلیم تھا اور خاکسار احمد نگر سے ربوہ آکر جامعہ ربوہ کے ہاسٹل میں رہائش پذیر ہوا تو آپ کا مشفقانہ اصرار تھا کہ خاکسار ہاسٹل چھوڑ کر آپ کے ہاں قصر خلافت میں قیام پذیر ہو اور آپ کا اس ناچیز پر یہ ایسا احسان تھا کہ خاکسار اسے کبھی بھول نہیں سکتا۔

حضرت اُم وسیم احمد صاحبہ کے گھر میں قیام کی برکت سے خدا کے فضل سے تمام نمازیں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی امامت میں مسجد مبارک میں پڑھنے کی توفیق ملتی رہی اور یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ الحمد للہ۔

جامعۃ المبشرین سے فارغ ہو کر ظہر کی نماز سے قبل گھر قصر خلافت آنا ہوتا تھا۔ گھر پہنچتے ہی ظہرانے کا اور نماز ظہر کا وقت اتنا قریب ہوتا کہ کھانے میں ذرا سی تاخیر سے بھی ظہر کی باجماعت نماز سے محروم ہونے کا دھڑکا لگا رہتا۔ خاکسار کو یاد نہیں کہ خاکسار کے تقریباً اڑھائی سال کے قیام کے عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی ایسا ہوا ہو کہ خاکسار کو ظہر کی نماز باجماعت نہ ملی ہو یا اس سے پہلے ظہرانہ بروقت نہ ملا ہو

حضرت اُم وسیم احمد صاحبہ خاکسار کی نماز باجماعت کا اسقدر خیال رکھتیں کہ خاکسار کے گھر میں قدم رکھتے ہی ملازمہ کو آواز لگاتیں کہ جلد کھانا نکال لاؤ کہیں نماز میں تاخیر نہ ہو جائے۔

حضرت المصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فیض تربیت کے نتیجہ میں آپ کی یہ عادت تھی کہ جب خاکسار (عصر) کی نماز کے بعد گھر حاضر ہوتا تو آپ خاکسار کو بلا ناغہ تلقین فرماتیں کہ فلاں فلاں صحابہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر میری طرف سے دُعا کی درخواست کر کے آؤ۔ ربوہ میں مقیم تمام صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی اور وہ کہاں کہاں رہائش پذیر ہیں یہ سب آپ کو ازبر تھے۔ خاکسار از خود تو اپنی طبعی افتاد کی (جھجک) میں شاید کبھی اتنی جرأت نہ کرتا کہ بغیر کسی تقریب کے ان عالی مقام بزرگوں کے گھروں میں جا حاضر ہوتا مگر آپ ہی موصوفہ کا خاکسار پر احسان تھا کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ، حضرت سید مختار احمد صاحب شاہ جہان پوریؓ، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ، حضرت قاضی محمد اکمل صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ، حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ، حضرت عبدالرحیم صاحب دردؓ

حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ، حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ دیگر عظیم صحابہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللھم اجزا ھاجزاً جزیلاً

اس زمانہ کی اہم دعاؤں میں ایک خاص دعا تو وہ دُعا تھی جو تمام محبان باصفا حضرت سیدنا مصلح موعودؓ کی صحت وسلامتی کے لئے نہایت الحاح اور تڑپ سے خدا کے حضور کر رہے ہوتے اور اس کے علاوہ آپ اپنی ذات کے لئے جو خاص دعا کیا کرتیں۔ اور جس دُعا کا بہت تکرار کرتیں۔ وہ یہ دُعا ہوتی کہ ان کی وفات ان کے اپنے شوہر نامدار کی زندگی میں ہو۔ اور آپ کو اپنی اس دُعا کے قبول ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ آپ اپنے متعلق اکثر فرمایا کرتیں کہ ''ہم تو چراغ سحری ہیں''۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور آپ کی وفات سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی زندگی میں ہوئی۔ اللھم نور مرقدھا

آپ اگرچہ ایک عرصہ سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا تھیں اور روزانہ آپ کو انسولین کا ٹیکہ لگتا تھا تاہم جس روز آپ کے ہاں سیدنا حضور اقدس کی باری ہوتی اور حضور انور آپ کے گھر کی رونق بنتے ان دنوں بڑی مستعدی اور لگاؤ اور خاص اہتمام سے گھر کی ہر خدمت میں جتی رہتیں۔ آپ کو اپنی بزرگ والدہ ماجدہ کی۔ جو کئی سال سے معذور ہو کر بستر علالت سے لگ رہیں۔ اور آپ کے پاس ہی رہتی تھیں۔ کی خدمت کی توفیق ملی ایسے ہی اپنے والد بزرگوار کی آخری علالت کے ایام جو آپ ہی کے گھر آ گئے تھے خدمت کی توفیق ملی۔

آپ کی لمبی بیماری میں سیدنا حضرت المصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے علاج معالجہ کے لئے حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ متعین تھے جنہوں نے اس فریضہ کو خوب نبھایا۔

جزاھم اللہ احسن الجزا۔

آپ کے فرزند صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب ہمہ وقت خدمت کے لئے موجود رہتے اور آپ نے اپنی والدہ کی دعاؤں سے خوب حصّہ پایا آپ کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جو مرکز قادیان دارلامان کے مقدس تبرکات کی حفاظت پر خادمانہ زندگی گذارتے رہے ان کی تقریباً سولہ سالہ جدائی کو آپ محسوس تو کرتی ہوں گی مگر زبان سے اس کا اظہار بہت کم کم کرتی تھیں۔

خاندان ابراھیم علیہ السلام کی قربانی کی اس سنت کو خاندان مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں زندہ رکھنا بھی آپ کا ماشاللہ طرۂ امتیاز ہے۔ ذلك فضل الله يو تيه من يشاء۔

حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ کی عائلی زندگی مطالبات تحریک جدید کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ جس طرح سیدی حضور انور بنفس نفیس بظاہر سفید پوشی کے بھرم رکھتے ہوئے جزرسی اور کفائیت شعاری میں ساری جماعت کے لئے نظیر تھے۔ ویسے ہی آپ کے تمام اہل بیت سبھی خورد ونوش، لباس، رہن سہن کے اہتمام میں غیر معمولی تکلّفات سے مبرا اور سادہ شعار تھے۔

حضرت اُم وسیم صاحبہ کی کفالت میں۔ جب وہ ربوہ مقیم تھیں۔ ایک تو آپ کی بزرگ والدہ ماجدہ تھیں۔ پھر آپ کے چھوٹے صاحبزادے مرزا نعیم احمد افسر امانت تحریک جدید تھے۔ خاکسار کے علاوہ ایک مستقل ملازم تھیں۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ مستقلاً صاحب فراش ہوگئیں تو ان کے لئے علیحدہ سے ایک مزید ملازمہ رکھنی پڑی اس طرح ہم کل چھ افراد تھے (باری سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی رونق افروز ہوتے)۔ ان چھ افراد کے جملہ اخراجات کے لئے اگر خاکسار بھول چوک کا شکار نہیں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جیب خاص سے 130 (ایک سوتیس) روپے کے لگ بھگ نپا تلا بجٹ ملتا۔

خدا کے فضل سے اس رقم میں ایسی برکت پر برکت تھی کہ نہ صرف یہ کہ باحسن ساری ضروریات زندگی پوری ہو جاتیں بلکہ مہمان نوازی، غریب پروری وغیرہ کے علاوہ جماعت کی تمام مالی تحریکات میں بھی حصّہ لینے کی توفیق ملتی۔

گھر میں صرف ٹین کا ایک بڑا ٹرنک تھا جس میں ہم سب کے پہننے کے کپڑے بآسانی سما جاتے پھر بھی مزید کی گنجائش رہتی۔اس کے علاوہ ٹین کی ایک بڑی پیٹی میں موسم سرما کے لئے بستر ہوتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت میں غالباً ساڑھی تو کبھی نہیں پہنی گئی۔قمیض شلوار ہی بالمعموم خواتین مبارکہ کا پہناوا رہا۔بڑی پھوپھی جان قمیض کے ساتھ ہمیشہ تنگ پائجامہ پہنتی تھیں۔ربوہ میں گھر سے باہر پیدل تو شاذ ہی جانا ہوتا۔اگر کہیں جاتیں تو ان کا نقاب اوڑھنے کا طریق عرب خواتین کی طرح کا ہوتا جن سے صاف ظاہر ہوتا کہ یہ کوئی ہندوستان کی خاتون نہیں ہیں۔سنگھار، پٹی کے کونسے تکلّفات ان کے پاس تھے خاکسار کے علم میں صرف ٹیلکم پاؤڈر ہے جو ربوہ میں عام ملتا تھا۔گاہے گاہے استعمال میں رہتا۔شادی بیاہ پر لپ اسٹک لگا لیتیں۔ سادہ سی انگوٹھی پہنتی تھیں۔کوئی اور زیور خاکسار نے نہیں دیکھا۔ خوشبو کے لئے الکوحل کے پرفیومز،فیس ماسک وغیرہ تو گھر نہیں تھے البتہ حضرت المصلح موعود کے اپنے تیار کردہ عطریات استعمال میں رہتے۔گرمیوں میں سیلنگ فین کی سہولت تھی۔ایر کنڈیشنڈ نہیں تھا، نہ ہی غسلخانہ میں فلش تھا۔بیٹھک میں ایک سادہ سا صوفہ سیٹ تھا جو کراچی کے کسی فرنیچر کے تاجر نے ھدیۃً دیا ہوا تھا۔ان کے اپنے کمرہ میں نہ کوئی ٹی وی تھا نہ کوئی ریڈیو۔

حضرت اُم وسیم احمد صاحبہ تابندہ بخت ایسی خاتون تھیں جنہیں بغیر کسی ذاتی بڑائی کے محض مسیح پاک علیہ السلام کی بہو بننے کے طفیل زمین وآسماں کے لعل وبے بہا لگ چکے تھے اور محض سیدنا حضرت المصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کچھ ایسے بھاگ جاگ اُٹھے تھے کہ وہ کچھ بھی نہ ہو کر بھی محض فضل خاص سے وہ کچھ ہو گئیں۔جن کو قیامت تک کی احمدی نسلیں انشاء اللہ العزیز بڑی محبت سے ان کے لئے ان کی مغفرت کی دُعائیں کرتی رہیں گی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دین کو دُنیا پر مقدم کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مقاصد کا اعلیٰ اور عمدہ ہونا کافی نہیں جب تک قربانی اور فدائیت بھی اس کے مطابق نہ ہو۔ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اُس وقت حاصل ہوگی جب دُنیا ہمارے دین پر حاوی نہیں ہوگی بلکہ دین دُنیا پر حاوی ہوگا۔ اگر ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اس بات کا خیال رکھیں بلکہ ان کے ماں باپ بھی تو دین مقدم کرنے سے گھروں کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور وہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا جو ایک مومن کا مقصد ہے کہ خُدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔‘‘

تعارف کتاب

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقۃ الوحی

طاہرہ زرتشت مجلس کلوفتہ

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے یہ کتاب تصنیف کی۔ آپؑ کی یہ سب سے زیادہ ضخیم اور جامع کتاب ہے۔ اِس کتاب میں قرآنی حقائق و معارف کے علاوہ اپنی صداقت کے دوسو سے زائد آسمانی نشانات درج فرمائے ہیں۔ یہ کتاب دہریّت اور مادیّت کے پیدا کردہ زہر کا علاج ہے۔ اِس میں حُضورؑ نے وَحی ،اِلہام اور سچّی رُؤیا کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے یہ کتاب 1906ء میں لکھنی شروع کی اور 15 مئی 1907ء کو شائع ہوئی۔ وَحی اِلہاماور رؤیا صادقہ کی حقیقت کے بارہ میں حضورعلیہ السلام نے اِس میں چار ابواب قائم فرمائے ہیں۔

کتاب کے چار ابواب

یہ چار ابواب مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر 1: باب اوّل میں اُن لوگوں کا تذکرہ ہے۔ جنہیں بعض سچّی خوابیں آجاتی ہیں یا بعض سچے اِلہام ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کو خُدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

نمبر2: دوسرا باب اُن لوگوں کے بارہ میں ہے۔ جنہیں بعض اوقات سچّی خوابیں آجاتی ہیں یا سچّے اِلہام ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کو خُدا تعالیٰ سے کوئی تھوڑا بہت تعلق تو ہے لیکن زیادہ بڑا تعلق نہیں۔

نمبر3: تیسرا باب اُن لوگوں کے بارہ میں ہے جو خُدا تعالیٰ کی طرف سے مکمل صاف اور واضح وَحی پاتے ہیں۔ اور اُنہیں شرفِ مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہوتا ہے۔ خوابیں اُن کو صُبح صادق کی طرح سچّی اور صاف آتی ہیں۔ اور وہ لوگ خُدا تعالیٰ سے اکمل اور اَتّم اور پاک تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ خُدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔

نمبر4: چوتھے باب میں حضور نے اپنے حالات کے بارے میں بتایا ہے۔ اور قبولیّتِ دُعا کے بیسیوں نشانات اور سینکڑوں پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

حضورعلیہ السلام نے جن چونسٹھ سے زائد علماء کو مباہلہ کے لئے چیلنج یا تھا۔ اِس کتاب کی تصنیف تک اُن میں سے صرف بیس زندہ تھے اور خُدائی غضب کا نشانہ بن رہے تھے۔ اِس طرح حُضور کے اِلہام اِنِّی مُهِينٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کی بزبانِ حال تصدیق کر رہے تھے۔ اِن کے علاوہ لیکھرام، جان الیگزنڈر ڈوئی اور عبداللہ آتھم جو خُدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کے نشانات تھے۔ اُن کی تفصیل بھی اِس کتاب میں ملتی ہے۔

سوالات کے جوابات

شاہ جہان پُور کے ایک عالم ابویحیٰ مولوی محمد صاحب نے نے نو سوالات لکھ کر بھجوائے اور اُن کے جواب کی درخواست کی۔ اِس کتاب میں حضورعلیہ السلام نے اُن کے سوالات کے بھی مُفصّل جوابات دیئے۔

اَلاِسۡتَفۡتَاء: حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فُقہائے

مِلّتِ اسلامیہ تک دعوتِ حق پہنچانے کے لئے فصیح و بلیغ عربی میں ایک رسالہ لکھا۔ جس کا نام **اَلْاِسْتِفْتَاء** رکھا۔ اور اِسے اِس کتابِ وَحی کے آخر میں بطورِ ضمیمہ شامل فرمایا۔ اِس میں حضور نے اپنی تائید میں آسمانی نشانات کے ظہور کی مثالیں دے کر اُن سے فتویٰ طلب فرمایا ہے کہ کیا ایسا انسان جھوٹا ہو سکتا ہے۔ جس کی تائید میں بکثرت نشانات نازِل ہو رہے ہیں۔

کتاب کا مطالعہ:

حضور علیہ السلام نے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں کے آئمہ سے یہ کہا ہے کہ وہ تقویٰ، دین داری اور غیر جانبداری سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد وہ جس نتیجہ پر پہنچیں اُس کے لئے وہ خُدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو خُدائے ذوالجلال کی قسم دے کر حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اِس سے ہم جو جماعتِ احمدیہ کے اَفراد ہیں۔ ہمیں احساس ہونا چاہیے کہ ہمارے لئے اِس کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے۔ خاص طور پر ہماری نوجوان بچیوں اور بچوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو "سلطان القلم" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

منظوم کلام!

حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد المصلح الموعود

سنگ باری سے بھی ان کو کچھ نہ ہوگا اجتناب
بے جھجک دکھلائیں گے وہ تم کو تیغِ آبدار
پَر خُدا ہو گا تمہارا ہر مصیبت میں معین
شرُ سے دشمن کے بچائے گا تمہیں لیل و نہار
اُس کی اُلفت میں کبھی نقصاں اُٹھاؤ گے نہ تم
اُس کی اُلفت میں کبھی ہوگے نہ تم رُسوا و خوار
اِمتحاں میں پورے اُترے گر تو پھر انعام میں
جامِ وصلِ یار پینے کو ملیں گے بار بار
تم پہ کھولے جائیں گے جنّت کے دروازے یہیں
تم پہ ہو جائیں گے سب اسرارِ قدرت آشکار
درد میں لذت ملے گی دُکھ میں پاؤ گے سُرور
بے قراری بھی اگر ہوگی تو آئے گا قرار
سرنگوں ہو جائیں گے دشمن تمہارے سامنے
مُلتجی ہوں گے برائے عفو وہ با حالِ زار
الغرض یہ عشقِ مولیٰ بھی عجب اِک چیز ہے
جو گداگر کو بنا دیتا ہے دم میں شہر یار
بس یہی اِک راہ ہے جس سے کہ ملتی ہے نجات
بس یہی ہے اِک طریقہ جس سے ہو عزّ و وقار

(از کلامِ محمود صفحہ 77)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

فرمودہ برموقع ریفریشر کورس جنوری 2014 زیرانتظام عہدیداران لجنہ اماء اللہ برطانیہ

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور بالخصوص عہدیداروں کو نہایت اہم نصائح

مبشرہ مبارکہ حامد مجلس درامن

☆ **لجنہ کی عہدِ داران جنہیں مختلف ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں انہیں چاہئے کہ وہ انقلابی روحانی تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ...حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی خالص اور پاکیزہ تعلیمات کو دوبارہ دُنیا میں قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔اسی وجہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپؑ کو صادق کے طور پر بھیجا گیا ہے...**جن کا مقصد ایک ایسی جماعت کا قیام تھا جو خدا تعالیٰ سے خالص محبت کرنے والی ہو۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں آپ کو یہ یاددہانی کروانا چاہتا ہوں کہ..جو کچھ معلومات آپ نے یہاں سے حاصل کی ہیں وہ آپ دوسری ممبرات تک پہنچائیں اور سب سے اہم پیغام جو آپ دوسروں تک پہنچائیں وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت دِلوں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔مگر یہ **عظیم مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جب تک آپ خود خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک مخلصانہ اور سچا تعلق پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔**

جب آپ اللہ تعالیٰ سے سچّی محبت پیدا کر لیں تو صرف تب ہی آپ اپنے تمام کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے والی ہوں گی۔ جب خدا تعالیٰ سے حقیقی رنگ میں محبت پیدا کر لیں تو صرف اُسی صورت میں آپ دنیا کی محبت اور مادی چیزوں کی محبت کو دھتکار سکیں گی۔ جب آپ اس مقام پر پہنچ جائیں گی تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت ہر دوسری چیز پر غالب آجائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے کہ **سچائی، دیانتداری، مخلوق سے شفقت یہ تینوں خُلق میری جماعت کے امتیازی نشان ہیں۔ اس لئے ہر جماعتی عہدیدار کو سچائی کا بہت اعلیٰ معیار پیش کرنا ہوگا۔** اِس کا معیار قرآنِ کریم نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ اگر تمہیں اپنے یا اپنے والدین یا اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ یہ سچائی کا وہ معیار ہے جسے ہر عہدیدار کو پیش کرنا ہوگا۔ جب سچائی اور دیانتداری کا یہ معیار آپ پیش کر رہی ہوں گی تو اس صورت میں جو بھی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی ہو آپ اُس کی اہل ہوں گی۔اور صرف اسی صورت میں آپ ان فرائض کو صحیح رنگ میں ادا کر سکیں گی جو لجنہ اماء اللہ کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچائی کا تقاضا ہے کہ جب آپ لجنہ کی کارکردگی کی رپورٹ بھجوائیں تو وہ بالکل

سچی اور صحیح رپورٹ ہو۔ آپ کو رپورٹ محض اس غرض سے نہیں بھیجنی چاہئے کہ اعلیٰ نمبر یا اعلیٰ پوزیشن حاصل ہو۔ اسی طرح جب اجتماعات وغیرہ میں آپ کسی مقابلہ میں حصّہ لیں تو آپ کی غرض یہ نہیں ہونی چاہئے کہ آپ انعام حاصل کر سکیں بلکہ آپ کی خواہش یہ ہونی چاہئے کہ اس ذریعہ سے آپ اپنے علم میں اضافہ کرنے والی ہوں اور دوسروں کو بھی اس علم کا فیض پہنچانے والی ہوں۔ **لجنہ اماء اللہ کی تمام ممبرات اسی جذبہ کے تحت اپنے پروگراموں اور تقاریب کی تیاری کیا کریں۔ ساتھ ہی اس بات پر نظر رکھیں کہ ہر حال میں سچائی اور دیانتداری کو فوقیت دینی ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور اہم خلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہئے وہ شفقت اور ہمدردی ہے۔ جماعتی عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے ماتحتوں اور جماعت کے دوسرے افراد کے ساتھ نرمی اور رحم دلی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ **آپ کے دلی محبت اور شفقت کے جذبات دوسروں کو آپ کے اور بھی قریب کر دیں گے اور اس سے جماعتی کاموں کی طرف بھی کشش پیدا ہوگی اور اس طرح ان کا جماعت سے تعلق بھی مضبوط ہوگا۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بہت ہی اہم اور بنیادی نصیحت جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی، یہ تھی کہ آپ کے ماننے والے صرف لفّاظی کی حد تک نہ رہیں بلکہ اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ سب اس طرف خاص توجہ دیں۔ اسی وجہ سے مَیں نے حال ہی میں بہت سے خطبات جمعہ ذاتی اصلاح کرنے کے موضوع پر دیئے ہیں۔ ہر شخص کو ان امور پر توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے تو عہدیداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ خود یہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کریں پھر دوسروں میں بھی انہیں پھیلائیں اور رائج کریں۔ اس طرح ایک کے بعد دوسرا نیک نمونہ قائم ہوگا۔ اس طرح اسلام کا درخت ہمیشہ حفاظت میں رہے گا اور مسلسل پھلتا پھولتا اور بڑھتا رہے گا.... اس کی حفاظت مثالی مسلمان بن کر کی جا سکتی ہے، مزید فرمایا کہ اس کو حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ قرآن کریم کو پڑھا جائے اور اس کی پاک تعلیمات کو اپنی زندگی میں عمل کے ذریعہ قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے... دوسرا ذریعہ اس درخت کی حفاظت کا یہ ہے کہ جو اچھی خصوصیات آپ خود حاصل کر لیں وہ دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ لہٰذا جو بھی اچھی عادت یا صلاحیت آپ اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہوں، وہ دوسرے احمدیوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جن کے ساتھ آپ رابطہ میں ہوں یا جہاں آپ اثر رکھتے ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کام کو ہمیشہ محبت اور شفقت کے ساتھ کریں۔

☆ **یہ بھی یاد رکھیں کہ صرف جماعت کے افراد کی تربیت کرنا ہی آپ کا فرض نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک اور بہت عظیم ذمہ داری جو آپ پر ڈالی گئی ہے وہ تبلیغ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیمات کو ساری دُنیا میں پھیلائیں۔** (مرتب از الفضل انٹرنیشنل، 25 اپریل 2014)

معلوماتی:

آگ سے بچاؤ کی تدابیر

سیدہ امتہ السلام عقیل مجلس پرنسدال

آگ سے بچاؤ مشکل نہیں ہے اگر آپ کو علم ہے کہ آگ بجھانے کے طریقے کیا ہیں۔ جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آگ لگنے کے لئے گرمی ،آکسیجن اور ایک جلنے والی چیز چاہئے ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی ہٹا دیں تو آگ بجھ سکتی ہے۔

Standoxd Roykvarsler

جو **Standoxd Roykvarsler** ہوتا ہے اس میں زیادہ تر **litum** بیٹری استعمال ہوتی ہے۔ جو کہ پانچ، چھ سال سال تک بدلنی نہیں پڑتی۔ بعض اوقات Roykvarsler چل جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تقریباً ہر ماہ Roykvarsler اتار کر اس کو اندر سے صاف کرنا چاہیئے۔ بعض دفعہ دھول مٹی اس میں پھنس جاتی ہے یا جب آپ گھر پینٹ وغیرہ کر رہے ہوں تو اس پر شاپر چڑھا دیں۔ جب آپ Roykvarsler کو صاف کرنے کے لئے اتاریں تو صاف کرنے کے بعد اس کا ٹیسٹ بٹن دبا کر ضرور دیکھ لیں کہ یہ چل رہا ہے کہ نہیں

- ☆ **Optiske roykvarsler**
- ☆ **Loniske roykvarsler**

Optiske roykvarsler کچن میں یا کچن کے باہر واسکیری میں لگانے چاہئیں۔

Ioniske roykvarsler سٹور میں لگانے چاہئے۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ کم سے کم پر 40m2 میں ایک Roykvarser ہونا چاہئے۔

Roykvarsler اصل میں ہر etasje پر بیڈ روم اور کاریڈور میں لگنے چاہیں۔ اس کے علاوہ Brannslokker ہر etasje پر ہونا چاہئے جہاں آپ آسانی سے اور جلدی پہنچ سکتے ہیں۔

Roykvarsler اپنے گھر میں وہاں لگائیں جہاں آگ لگنے کا زیادہ خطرہ ہو۔ مثلاً ایسے کمرے میں جہاں ٹی وی، استری، واشنگ مشین، کافی میکر، اوون یا آگ لگنے والا لیکوئیڈ ہو۔

Roykvarsler کہاں کہاں لگانے چاہیں اس کے بارے میں آپ Lokal Brannvern forhandle یا Aktiv Brann والوں سے بھی رجوع کر سکتے ہیں۔

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ Roykvarsler جو کہ چھت میں لگتے ہیں وہ دیوار سے 50cm کے فاصلے پر ہوں۔ اگر چھت میں Roykvarsler نہیں لگ سکتا تو یہ دیوار پر بھی لگا سکتے ہیں۔ لیکن چھت سے 15cm کے فاصلے پر ہوں۔ Roykvarsler اوون یا vifte کے پاس یا کسی ایسی جگہ جہاں پر بھاپ پہنچتی ہو نہ لگائیں۔ ایسے کمرے میں Roykvarsler نہیں لگانا چاہئے جہاں ٹھنڈ ہو اور ٹمپریچر سٹیبل نہ ہو۔ یعنی ٹمپریچر اوپر نیچے ہوتا رہے۔

اگر چھت ترچھی ہے تو Roykvarsler چھت سے 50cm دور لگائیں۔

Flatpakket Brannslange

آگ بجھانے کے لئے Flatpakket Brann Slange کا استعمال بہت ہی آسان ہے اور یہ تھوڑی جگہ گھیرتا ہے۔ اس کو آپ آسانی سے کچن یا باتھ روم کی دراز میں رکھ سکتے ہیں۔

Flatpakket Brannslange استعمال کرنے پر 30 سال تک قابل استعمال ہے۔ یہ سینک کے نزدیک ہونا چاہئے۔ جہاں ضرورت کے وقت آپ اس کو اچھی طرح نکال کر ویسے ہی پیک کر دیں۔

Brann Slange

Brann Slange اتنا بڑا ہو کہ آسانی سے سب کمروں میں لے جا سکیں۔ اگر نہیں تو ایک ایکسٹرا Brannslokk Middel یا

Brann Teppe ہونا چاہئے۔

پانی لکڑی، پیپر اور کپڑے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کبھی بھی چکنائی، تیل اور لیکوئیڈ چیزوں میں پانی استعمال نہ کریں۔ یہ خطرناک ہوسکتی ہے۔ آگ لگنے کی صورت میں جب آپ آگ پر پانی ڈالتے ہیں تو پانی آگ کے اُوپر نہیں بلکہ نیچے ڈالیں یعنی جس چیز کو آگ لگی ہے اس پر ڈالیں یہ نہیں کہ اُوپر اُٹھنے والی آگ پر ڈالیں۔

Brann Teppe

Brann Teppe اس وقت استعمال کریں جب آپ دیکھیں کہ ایک چھوٹی سی آگ ہے یعنی کسی چیز میں آگ لگی ہے۔ بعض دفع کچن میں کھانا بناتے وقت دیگچی میں آگ بھڑک اٹھتی ہے تو سب سے پہلے کالے Stropper کو دونوں ہاتھوں سے کھینچیں کہ Teppe کھل جائے اور Teppe ایک سکرین (Skjerm) کی طرح اپنے اور جہاں آگ لگی ہوئی ہے اس کے درمیان میں رکھیں اور پھر اس چیز کو Brann Teppe طرح لپیٹ دیں اور اتنی دیر میں Brann Slange تیار رکھیں اور اگر دیگچی میں آگ لگ جائے تو چولہا بند کر کے اسے چولہے سے دور لے جائیں اور اس میں پانی نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ پاؤڈر (Pulver) ڈالنا چاہئے۔

Pulverapparat

اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ Pulverapparat کو ہر ماہ ہلائیں کہ اس میں پاؤڈر جم نہ جائے۔ Pulverapparat 2 کلو یا اس سے اوپر کا بھی ہوسکتا ہے۔ 6 کلو والا Pulverapparat تقریباً 2 0 سیکنڈز آگ بجھا سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ Pulverapparat کے ساتھ ساتھ Brann Slange بھی ہر گھر میں موجود ہو۔

Pulverapparat استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی Sikring کھینچیں اور اس کے پائپ کا منہ آگ کی طرف ہو اس کے ہینڈل کو جھٹکوں میں استعمال کریں ورنہ یہ سارا پاؤڈر ایک دفعہ ختم ہو جائے گا۔ اگر کمرے میں آگ زیادہ ہے تو کمرے سے باہر چلے جائیں۔

ایک ABC Pulverapparat ہوتا ہے اور گھر میں اس طرح کا 6 کلو والا Godkjent ہونا چاہئے آگ اگر لکڑی یا تیل میں لگی ہو تو اس سے بجھ سکتی ہے۔ الیکٹرک چیزیں اس Pulverapparat سے خراب ہو جاتی ہیں مثلاً اگر یہ پاؤڈر کسی الیکٹرک چیز یعنی ٹوسٹر وغیرہ پر پڑ جائے تو وہ استعمال کے قابل نہیں رہتے۔

ایک Skummapparat ہوتا ہے۔ اس میں ''پانی بیٹ'' جھاگ ہوتی ہے جو کہ آگ کو دبا دیتی ہے۔ یعنی آگ بھڑکتی نہیں اور یہ گھر میں godkjent والا ہونا چاہئے۔ Skuymmappaxat سے Pulverapparat زیادہ بہتر ہے۔

لکڑی ، پیپر یا لیکوئیڈ چیز میں آگ لگی ہو تو S k u m m a p p a x a t وہاں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور Skummappaxat جہاں رکھا ہو وہاں کا ٹمپریچر 0 ڈگری سینٹی گریڈ سے کم نہ ہو ورنہ Skumm جم جاتی ہے۔

ایک c02 appaxat ہوتا ہے۔ Co2 آکسیجن سے بھاری ہوتی ہے۔ اور آگ کو زیادہ بہتر طریقے سے دبا دیتی ہے آگ کو مزید بھڑکنے کے لئے آکسیجن نہ ملے یہ سب سے اچھا طریقہ ہے آگ بجھانے کا Co2 appaxat سے آگ بجھانے کے لئے آگ کے زیادہ نزدیک جانا پڑتا ہے۔ Co2 appaxat کا Kaste lengde اتنا زیادہ نہیں ہے کیونکہ یہ بھاری ہوتی ہے۔ اس کے زیادہ استعمال کرنے سے ہمارے پھیپھڑوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ جم جاتی ہے اس کا پریشر اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر یہ ٹھیک طریقے سے استعمال نہ ہو تو آگ زیادہ بھڑک سکتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

صحت کارنر:

صحت کے میدان میں نئی ریسرچ

ایک جھلک

عمارہ ڈار مجلس نور

نیند انسان کے لیئے کیوں ضروری ہے؟

نیند انسان کے لیئے ایک ضروری وقفہ ہے۔ابھی تک مکمل طور پر یہ پتہ نہیں چلایا جاسکا کہ ہمیں نیند کی ضرورت کیوں ہے۔اس وقت تک کی تحقیق کے مطابق نیند صحت بخش ہے، بہتری پیدا کرتی ہے اور طاقت بخشتی ہے۔کم نیند کے کئی نقصانات ہیں۔ریسرچ اس بارے میں یہ بھی بتاتی ہے کہ کم نیند موٹاپے کا سبب بھی بن سکتی ہے ۔کیوں کہ انسان ضرورت سے زیادہ غیر صحت مند کھانا کھانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو روزانہ آٹھ گھنٹے سوتے ہیں وہ ان لوگوں سے دبلے ہوتے ہیں جو کم سوتے ہیں۔ایک برطانوی تحقیق سے پتا چلا ہے کہ پانچ گھنٹے سے کم نیند سے موٹاپے کا خطرہ دوگناہ بڑھ جاتا ہے۔تحقیق ابھی تک ہمیں اس بات کا جواب نہیں دے سکی کہ انسان کتنی دیر بغیر سوئے رہ سکتا ہے۔

بہت سے لوگوں نے دیر تک جاگنے کا ورلڈ ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ان میں سے ایک شخص پیٹر ٹرپ Peter Tripp تھا جس کا تعلق نیویارک سے تھا ۔یہ 1959ء میں 210 گھنٹے تک نہیں سویا۔یعنی تقریبا 8 دن تک جاگتا رہا۔تین دن کے بعد مضحکہ خیز صورت حال تھی۔ٹرپ زیادہ تر ہنستا رہتا تھا،اس کے علاوہ اسے غصہ کے دورے بھی پڑتے لگے اور ذہنی حالت خراب ہونے لگی۔چوتھے دن اس کو وہ چیزیں نظر آنے لگی جو موجود نہیں تھیں۔

اس کو ہر طرف کیڑے مکوڑے، چوہے اور بلی کے بچے نظر آنے لگے۔اس کے بعد اس پر پاگل پن کا دورہ پڑا اور اس کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ ارد گرد موجود ہر شخص اس کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ہر چیز بے معنی نظر آنے لگی۔ٹرپ کبھی دوبارہ مکمل طور پر صحت مند نہ ہو سکا لیکن کچھ سال تک اس کا قائم کردہ ورلڈ ریکارڈ ضرور قائم رہا۔

دل کی ورزش بڑھاپے میں بہتر دماغی صحت کی ضمانت ہے

محققین کے خیال میں انہوں نے اس بات کا جواب ڈھونڈ لیا ہے کہ کیوں صحت مند دل بڑھاپے میں صحت مند دماغ کی ضمانت ہوتا ہے۔ خون کی نالیاں وقت کے ساتھ سخت ہوتی جاتی ہیں اور خون کے دوران پر بھی اسی طرح اثر ہوتا ہے۔ورزش سے خون کی نالیوں کی لچک برقرار رکھی جاسکتی ہے جس کی وجہ سے دل کی مجموعی کارکردگی پر اچھا اثر پڑتا ہے۔اور شاید یہ ہی ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے دماغ کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور کمزور نہیں پڑتی۔

وٹامن ڈی (D)

نئی تحقیق کے مطابق صحت پر وٹامن ڈی کے اثرات محققین کے لیے حیران کن ہیں اور عام انسان کے لیئے بہت اہم ہیں۔اس کے علاوہ یہ بھی پتا چلا ہے کہ ناروے میں رہنے والے لوگوں کے خون میں اس وٹامن کی کمی ہے ۔ پہلے لوگوں کا خیال تھا کہ اس وٹامن کا کام صرف ہڈیوں کو مضبوط کرنا ہے اور بڑھاپے میں اس کا استعمال ہڈیوں کو ٹوٹنے سے بچاتا ہے۔لیکن آج ہمیں علم ہے وٹامن ڈی کے اثرات دوسری کئی بیماریوں پر بھی ہیں ۔ مثلاً دل کی بیماریاں ، ذیابیطیس ، جوڑوں کی بیماریاں، ایم ایس (MS) اور اس کے علاوہ کئی اعصابی بیماریاں۔

اس وٹامن کو کس مقدار میں کھانا چاہیئے ؟ اکثر ممالک میں اس کی روزانہ مقدار 400-800IE(10-20mikrogram) مقرر کی جاتی ہے۔یہ دو سے چار چمچے مچھلی کے تیل کے برابر ہے۔ موٹاپے کے شکار افراد کو(BMI OVER 30)اس کی زیادہ مقدار درکار ہوگی۔اسی طرح حاملہ خواتین کو اس کی ضروری مقدار ضرور استعمال کرنی چاہیئے کیوں کہ یہ فوسٹر کی اپنی جینیٹک عوامل پر بھی اثر انداز ہوتی

ہے ۔اس کے علاوہ یہ شیر خوار بچوں میں Rakitt جیسی بیماری کے خطرے کو کم کرتا ہے ۔اس بیماری کے نتیجے میں ہڈیاں بہت کمزور ہو جاتی ہیں یا بھرنے لگتی ہیں۔

ہمارے centralNervesystem کے بننے میں kalsitriol کی مقدار اہم کردار ادا کرتی ہے ۔اور یہ kalsitriol ہمارے گردوں میں اور جسم میں کئی اور مقامات پر kalsidiol بناتا ہے ۔بہت سے محققین کا خیال ہے کہ حاملہ خواتین کو یہ وٹامن 40001E(100 microgram) کی مقدار میں روزانہ استعمال کرنا چاہیئے۔

ہماری نئی دریافت یہ بتاتی ہے کہ 2000IE(50 microgram) روزانہ کی مقدار ہمارے سردیوں کے ڈی وٹامن کی مقدار کو گرمیوں کے ڈی وٹامن کی مقدار کے برابر لے آئے گی۔

دن میں پانچ منٹ کی ورزش کافی ہے

ایک نئی تحقیق سے پتا چلا ہے کہ بھاگنا دل کے لئے مفید ہے اور اس کے لیئے اتنی مشقت نہیں کرنی پڑتی ۔صرف پانچ منٹ بھاگنے کے نتیجے میں انسان دل کی بیماریوں کے خطرے کو کم کرتا ہے ۔یہ تحقیق امریکن کالج آف کارڈیالوجی نے شائع کی ہے اور اس میں 55137 بالغ افراد نے حصّہ لیا اور اٹھار اور سوسالہ افراد پر تحقیق کی گئی۔

تحقیق کرنے والی ٹیم نے دریافت کیا کہ صحت کی بہتری ایک جیسی رہی چاہے یہ افراد زیادہ دیر کے لیے بھاگے یا صرف پانچ منٹ ۔ان افراد میں جو ہفتہ میں تین گھنٹے بھاگے بہ نسبت ان کے جو ہفتہ میں ایک گھنٹہ بھاگے کوئی فرق نہیں تھا۔تھوڑی دیر کے لیے تیز بھاگنا آپ کی صحت کو اتنا ہی فائدہ پہنچاتا ہے جتنا کہ روزانہ کی پندرہ بیس منٹ کی ورزش۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دُعائیہ اعلانات

☆۔محترمہ صدر مجلس کلوفنتہ لجنہ کا نیا سال شروع ہونے پر اپنی عاملہ اور اپنے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو صحت والی زندگی دے اور خدمت دینیہ احسن رنگ اور ذمہ داری سے ادا کرنے کی توفیق دے اور ہماری نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ دین اور دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔آمین

☆۔محترمہ شائلہ ڈار اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ طیبہ رضوان اپنی فیملی نیز اپنے چھوٹے بیٹے کی صحت وسلامتی اور فعال زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ ماہ منیر اپنے فیملی کی صحت اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ نازیہ بشارت اپنی صحت اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی ترقیات اور اپنے بیٹے عدیل احمد وقف نو کے جامعہ میں جانے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ مبارکہ رفیق اپنی صحت اور اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ ثمینہ خواجہ اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وتندرستی اور انکی دین و دنیا میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ مبشرہ بشارت اپنی صحت یابی اور بیٹی کے لئے کہ اللہ اسے دین اور دنیا دونوں میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الرؤف اپنے شوہر اور بچوں اور بچوں کے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ نبیلہ طیب اپنے شوہر اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ السلام عقیل اپنے شوہر اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ شمع راحیلہ مجلس بیت النصر اوّل کی عاملہ سمیت سب ممبرات کیلیئے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆۔محترمہ صالحہ مدثر صدر مجلس تھوئین عاملہ سمیت سب ممبرات کے صحیح رنگ میں صحت وتندرستی کے ساتھ خدمتِ دین بجالانے کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

پکوان:

ٹماٹر کا سالن

اجزاء:

ٹماٹر	6 عدد
ہری مرچ	4,5 عدد
رائی	چٹکی بھر
زیرہ	ایک کھانے کا چمچہ
ثابت لال مرچ	6,8 عدد
نمک	حسب ضرورت
ہلدی	آدھا چائے کا چمچہ
پسی لال مرچ	آدھا چائے کا چمچہ
پسی کالی مرچ	آدھا چائے کا چمچہ
کڑی پتہ	بگھار کے لیے
تیل	حسب ضرورت

ترکیب: ۔سب سے پہلے ٹماٹر کو ابال کر چھلکا اتار لیں۔ پھر ٹماٹروں کو ہری مرچوں کے ساتھ پیس لیں۔ پھر تیل گرم کر کے رائی، زیرہ ثابت لال مرچ اور کڑی پتہ شامل کریں۔ جب بگھار تیار ہو جائے تو اس میں ٹماٹر اور ہری مرچ کا پیسٹ ڈال دیں اور ساتھ ہی نمک، ہلدی، لال مرچ اور کالی مرچ ڈال کر جوش دیں، تھوڑی بعد چولہا بند کر دیں۔ اور سادہ چاول کے ساتھ خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی پیش کریں۔

(نوٹ) بچے ہوئے سالن کو فریج میں رکھ دیں اور جب دوبارہ کھانے کے لیے گرم کرنا ہو تو چولہے پر گرم کریں۔ مائیکروویو کا استعمال اس کا مزہ کم کر دے گا۔

(سرور مبارک مجلس لاماشتر)

چکن کیری

اشیاء:

چکن	ایک عدد
سبز مرچ	تین عدد
آئل یا سمور	ایک پیالی
ہرا دھنیا	ضرورت کے مطابق
دہی	ایک پیالی
لیموں	ایک عدد
پیاز	دو عدد
لہسن	ایک گٹھی
ادرک	دو ٹیبل سپون (پسا ہوا)
ہلدی	آدھا ٹی سپون
پپیتا	ایک ٹیبل سپون
خشخاش	آدھا کپ (پسی ہوئی)
گرم مصالحہ	ایک ٹیبل سپون (پسا ہوا)
کھوپرا	آدھا کپ (پسا ہوا)
مونگ پھلی	آدھا کپ دانے
نمک اور سرخ مرچ	حسب ذائقہ

ترکیب: ۔ پپیتا پیس کر چکن کے ٹکڑوں پر لگائیں اور آدھا گھنٹہ تک پڑا رہنے دیں۔ ایک دیگچی میں گھی گرم کر کے پیاز کو فرائی کریں۔ پیاز فرائی ہو جائے تو چکن ڈال دیں اور چند منٹ فرائی کریں۔ دہی پھینٹ کر اس میں پسا ہوا کھوپرا، پسی ہوئی خشخاش، پسی ہوئی ادرک اور لہسن، سرخ مرچ، نمک، ہلدی، ملا دیں اور اسے چکن کے اوپر ڈال کر ایک کپ پانی ملا لیں اور ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ جب دہی کا پانی خشک ہو جائے تو بھون لیں۔ لیموں کا رس، ہرا دھنیا، اور ہری مرچ چھڑک دیں۔ پیش کرنے سے پہلے مونگ پھلی کے دانے کچل کر چھڑک دیں۔ گرم مصالحہ ڈال کر پیش کریں۔

رضوانہ کوثر (مجلس لاماشیتر)

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے

نبیلہ رفیق مجلس درامن

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''وطن کی محبت ایمان کا حصّہ ہے۔'' وطن سے محبت کا ایک عنصر قومی زبان کا علم حاصل ہونا بھی ہے۔ کسی بھی معاشرے اور تہذیب کے باسیوں کو اپنے ماحول میں سب سے زیادہ محبوب چیز زبان ہوتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو بچے کو ماں باپ کی نعمت کے بعد ہوش سنبھالتے ہی بافراغت میسر ہوتی ہے۔ اور جس کا گہرا تعلق اس کے والدین کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ماں باپ سب سے زیادہ بچے سے اسی زبان کے الفاظ استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ جوں جوں بچے کا شعور بیدار ہوتا جاتا ہے۔ غیر محسوس طریقے سے گھر میں بولنے والی زبان سے اسکی محبت اور انسیت بڑھتی جاتی ہے۔ پھر جوں جوں وہ بچہ عمر اور شعور کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی زبان سے بھی اس کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس محبت کا اظہار کوئی اعلان کر کے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہ ایک پودے کی طرح اندر ہی اندر نشونما پاتا رہتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے جب یہ محبت ضرورت میں بدل جاتی ہے۔

جب انسان کو اس بات کی آگہی ہو جاتی ہے کہ اپنے ماحول اور اپنے ماں باپ کی زبان ہی ایسا ہتھیار ہے۔ جس کے علم نے اسے دوست، احباب، تعلیمی اداروں اور دوسرے شعبہ جات میں ممتاز رکھنا ہے۔ بلکہ اس انا پرست، مادیت پرست کے ماحول میں ایک زبان کی دولت ہی تو ہے جو اپنی ہوتی ہے۔ قومی زبان اور ادبیت ہی تو ہوتی ہے جو اونچ نیچ کا سارا فرق مٹاتے ہوئے نشیب و فراز کو آپس میں ملاتی ہے یہی وہ تہ خانہ ہوتا ہے جس میں کسی قوم اور تہذیب کا تمام ماضی دفن ہوتا ہے۔ جس سے زندہ قومیں اپنے مستقبل کو روشن رکھنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے سامنے بہت سی ایسی قوموں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اپنی زبان کو عزت و توقیر دی۔ یہی نہیں بلکہ دوسری دُنیا کے سامنے بھی اسے اونچا رکھنے کی سعی کرتے رہے اور ان کے سامنے اپنی زبان کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رکھا۔ انگریزوں کی اپنی زبان سے محبت اور اسے عزت دینے کی سب سے بڑی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہ اپنے ڈرامہ نویس شیکسپئر کو دُنیا کا سب سے بڑا مصنف سمجھتے ہیں۔

جس سرزمین میں ہم آج بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ خصوصیت اس قوم میں بھی بدرجہا اتم پائی جاتی ہے۔ اب تو پھر بھی ڈیجیٹل میڈیا کے پھیلاؤ اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے ان لوگوں کا انگریزی زبان کی طرف رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ گو کہ ابھی بھی انکے اُدھیڑ عمر کے لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے۔

دوسری دنیا کے عربوں کو دیکھیں جن کے پاس نہ تمدن تھا نہ تہذیب، علم تھا نہ علمی اقدار کی ذرّہ برابر رمق۔ مگر اپنی زبان سے ایسی محبت تھی کہ اپنے سوا باقی ساری دنیا کو عجم یعنی گونگا کہتے تھے۔ ان کے ہاں جو بچوں کو پیدائش کے فوراً بعد مکہّ سے باہر بھیج دیا جاتا تھا۔ دوسری ماحولیاتی وجوہات کے علاوہ ایک وجہ زبان کی شفافیت بھی تھی۔ خانہ کعبہ کی موجودگی کی وجہ سے دُور و نزدیک سے زائرین وہاں آتے تھے۔ مکّہ والوں کو یہ فکر تھی کہ چونکہ کثرتِ زائرین کی وجہ سے یہاں کی زبان اتنی شفاف نہیں رہی ایسا نہ ہو کہ بچے زبان کا غلط تلفظ سیکھ جائیں۔ لہٰذا اُن کے ہاں بچوں کو باہر کے علاقوں میں بھیجنے کا رواج پڑ گیا تاکہ مکّہ کی نئی نسلیں بہتر طور پر عربی سیکھ سکیں گویا یہ سوچ ایک اُجڈ قوم کی اپنے وطن کی زبان سے محبت کی تھی۔

دُنیا کی ہزارہا زبانوں میں سے **ایک زبان اردو** نام کی بھی ہے۔ جو درجنوں دوسری زبانوں کی طرح بہت سے مراحل سے گزر کر ایک نقطے پر آ کر ٹھہری ہے۔

برِّصغیر ہندوستان میں جمع ہونے والے رنگا رنگ لوگ جن میں عربی، فارسی، بنگالی، سنسکرتی، راجپوتی، ترکی، پنجابی، انگریزی، تبّتی، کردی، پشتو، اور سندھی بولنے والے شامل تھے۔ جن میں بڑی تعداد فوجیوں کی تھی۔ چونکہ اس سے بھی کچھ صدیاں قبل عرب اپنی عربی اُٹھا کر یہاں

داخل ہو چکے تھے۔اور پھر محمد بن قاسم اور اُن کے ساتھیوں نے اپنے حسنِ اخلاق اور زبان کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ اس زبان کے الفاظ اب باقاعدہ طور پر مقامی زبان میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔

مغلوں کی فوجی بیرکوں میں مندرجہ بالا آٹھ دس زبانوں کے میل ملاپ نے ایک ایسی زبان وضع کر دی جسے سیانے بگڑی زبان کہنے لگ گئے مگر وہی بگڑی زبان نے بہت جلد اردو کا مکمل روپ دھار کر مغل بادشاہوں کے محلات اور دیوان خانوں کی زینت بن گئی۔ بابر، ہمایوں، اورنگ زیب، بہادر شاہ ظفر، امیر خسرو، خانِ خاناں کے بالا خانوں کے دروازے کھٹکھٹاتی ہوئی یہ اردوئے شاہی سارے ہندوستان کے ساتھ ساتھ دہلی سے پنجاب میں بھی پوری طرح قابض ہو گئی۔اور آخر کار مسلمان بادشاہوں سے اُردوئے شاہی کا لقب پانے والی ،،**زبان**،، اس مقام تک پہنچ گئی جہاں اسے اس زمانہ کے روحانی بادشاہ کی غلامی میں آنا مقدر تھا۔

عزیز بہنوں اور بچیو! یہ زبان جسے اردو زبان کہا جاتا ہے۔یہ ہماری زبان ہے۔پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے احمدیوں کی زبان ہے یعنی یہ احمدیت کی زبان ہے۔اس سے تو ہمارا دُہرا رشتہ ہے۔ایک وطن کی محبت میں اور مادری زبان ہونے کا اور دوسرا **سلطان القلم** کے قلمِ مبارک اور دہنِ مبارک سے نکلی ہوئی پچاسی سے زیادہ کتابوں کا۔

یہ وہ زبان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت اور توقیر دی کہ وہ مسیحِ زمان کی زبان بنی اور اللہ تعالیٰ سے سلطان القلم کا خطاب پانے والے مہدیٔ موعود نے براہینِ احمدیہ جیسی تلوار اس سے صیقل کی اور پھر ایک نہیں دو نہیں پوری پچاسی کتب کا بھاری خزانہ اس زبان میں تول دیا ہے۔

ہم بڑی محبت و جوش سے حضرت مسیحِ موعودؑ کا عشقِ خدا اور عشقِ محمد ﷺ بیان کرتی ہیں مگر ہم نے بھی تو اُن سے عشق کا ثبوت دینا ہے اور وہ کیسے ہوگا۔جب خدا اور رسول کے عشق میں ڈوبی ہوئی زبان سے کتابوں کو پڑھنے کے قابل ہونگے تو تبھی اس پر عمل ہو سکے گا۔ترجے کا بہر حال وہ مزہ اور اثر نہیں جو براہِ راست حضرت مسیحِ موعودؑ کی زبان پڑھنے کا ہوتا ہے۔

اگر ہمارے احمدیہ ماحول اور کلچر میں اردو کی اتنی اہمیت نہ ہوتی تو کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پاکستان سے ہجرت کے بعد اپنے خطابات کا سلسلہ اردو میں جاری نہ رکھتے۔یقیناً اس فیصلے میں حضور انورؒ کی گہری بصیرت دُور کے بہت سے فوائد دیکھ رہی ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی زیرک نگاہیں بھی اردو زبان کا جماعت میں استعمال اور اس کی افادیت پر کھ رہی تھیں جبھی تو انہوں نے انوار العلوم جلد 12 صفحہ 70 میں فرمایا کہ:''احمدیت کی وجہ سے اردو زبان دوسرے ممالک میں پھیل رہی ہے۔اور انشاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ پاکستان کا ہر آدمی یہ سمجھنے لگ جائیگا کہ ہمیں کسی فارن لینگوئج یا اردو زبان کے علاوہ کسی اور زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی ضرورت نہیں۔''

ظاہر ہے برصغیر پاک و ہند میں رہنے اور پلنے والوں کو تو یہ یاد دلوانے کی ضرورت نہیں کہ اس زبان کی کیا اہمیت ہے اور کیوں سیکھنی چاہیے۔مگر وہ لوگ جو وہاں سے ہجرت کر کے دوسرے ممالک میں پہنچ چکے ہیں۔اور اُن کی اولادیں اُن کی مادری زبان یعنی اردو سے واقفیت حاصل نہیں کر رہیں تو یہ ایک زائد مسئلہ ہے جس کا تریاق ملنا بہت مشکل ہے۔

ماں باپ کی زبان اردو ہے۔بچہ یا بچی اردو سے واقف نہیں۔ماں باپ کو انگلش، نارویجن یا جس بھی ملک میں وہ رہتے ہیں صحیح طور سے آتی نہیں۔جس کا لازمی نتیجہ والدین اور بچوں میں باہمی دوری کا نکلتا ہے۔اردو میں ایک محاورہ ہے۔''گونگے کی زبان گونگے کی ماں ہی سمجھے گی،،

مگر یہاں یہ مسئلہ ہے کہ کوئی گونگا نہیں۔دونوں طرف ماشاء اللہ قوّتِ گویائی بھرپور ہے۔مگر زبان اپنی اپنی بولی جا رہی ہے۔بظاہر تو یہ مزاح لگ رہا ہے مگر یہ ہمارے آنے والی نسلوں کے لئے بہت پیچیدہ مسئلہ ہے۔بات صرف ماں باپ تک ہی محدود نہیں رہ جاتی شادیاں بھی تو اردو زبان دانوں سے کی جاتی ہیں۔جو شادیاں اپنے ہی ملک میں طے ہو جاتی ہیں۔اُن کے لئے تو یہ مسئلہ نہیں مگر اپنے والدین کے وطن سے آنے والے رشتے کے ساتھ مفاہمت کرنا کتنا بڑا اجہاد مانگتا ہے۔یہ وہی جانتے ہیں جن کے ساتھی اردو دان ہوتے ہیں لیکن ان کو خود اردو ٹھیک سے نہیں آتی۔

÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اردو کا صفحہ

س: اچھی اور بری عادتو ں کو الگ الگ خا نو ں میں لکھیے۔

سچ بو لنا ---نماز پڑھنا -----لڑنا جھگڑنا ----گندا رہنا-----جھو ٹ بو لنا ----لکھنا پڑھنا ---وقت ضا ئع کر نا --- بڑوں کا احترا م ----گا لی گلوچ ----والدین کی خدمت----چھیڑ چھا ڑ-----

اچھی عادتیں	بری عادتیں

س: ان الفاظ کو غور سے دیکھیے۔

الفاظ	معنی
سدا	ہمیشہ
صدا	آواز

آپ نے دیکھا کہ ان الفا ظ کی آواز ایک جیسی ہے لیکن معا نی مختلف ہیں ۔ آپ ان جیسے مزید پا نچ الفا ظ لکھیں ۔

س: مندر جہ ذیل الفا ظ کے وا حد لکھیئے۔

جمع	واحد	جمع	واحد
سوداگروں		نعمتوں	
ساتھیوں		مکانوں	
زمیں داروں		کھلونوں	

س: بتائیے کون کیا کرتا ہے؟

چر وا ہا ________________

بھکا ری ________________

شکا ری ________________

بڑھئی ________________

پہلوا ن ________________

ڈرائیور ________________

س: خالی جگہ پُر کیجیے۔

________ نے مجھے یا د دلا یا ۔(انھو ں ----ان)

یہ ________ گھر ہے۔(ہم کا -----ہما را)

فرید نے ________ پو چھا ۔(میرے سے---مجھ سے)

کیا تم مجھ سے نہیں ________ سکتے تھے؟(کہہ --- بو ل)

قبولِ احمدیت کے واقعات

قارئین آپ کے ایمان کو تقویت بخشنے کے لئے مبائعین کے واقعات تحریر کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

محترمہ سارہ رفیق صاحبہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س:۔ قارئین کو آپ اپنا تعارف کیسے کروانا چاہیں گی؟

ج: میرا نام سارہ رفیق ہے اور میرا تعلق پاکستان کے شہر گوجرانوالہ سے ہے۔ موجودہ رہائش Tromsø جماعت بیرون میں ہوں۔ پاکستان سے ترمسو آمد سال 2007ء میں بسلسلہ تعلیم ہوئی اور اب مستقل رہائش بھی ترمسو میں ہی ہے۔

س: آپ کو احمدیت کا تعارف کیسے ہوا؟

ج: مجھے شروع بچپن سے ہی مختلف کتب کے مطالعہ کا شوق رہا ہے اور بین المذاہب سلسلہ میں بدھ ازم، عیسائیت، سکھ ازم کا مطالعہ بھی رہا ہے۔ احمدیت سے اصل تعارف دورانِ تعلیم پاکستان میں ہوا۔ پاکستان میں خاکسارہ یونیورسٹی آف لاہور میں فارسی کی طالبہ تھی اور اسلامی طلبہ تنظیم میں بھی شامل تھی۔ یونیورسٹی میں چند احمدی طالب علم بھی تھے۔ اس تنظیم کے احمدی مخالف گروپ نے سازش کی کہ وہ کسی طرح احمدی طلبہ سے جماعتی لٹریچر مانگیں گے اور ان پر دین کی تبلیغ کا جھوٹا مقدمہ بنوا کر اس یونیورسٹی سے خارج کروائیں گے۔ اس سلسلہ میں خاکسارہ کی بھی ڈیوٹی لگی کہ وہ فارسی کے طالب علم سے جماعتی لٹریچر حاصل کرے۔ مگر مجھے جھوٹ سے اور بہتان سے کسی بھی شریف انسان کو تکلیف میں ڈالنا بالکل بھی مناسب معلوم نہیں ہوا۔ چنانچہ میں نے اس ذمہ داری سے معذرت کر لی۔ مگر اس وجہ سے احمدیت مخالف پارٹی میری بھی مخالف ہو گئی۔ اس مخالفت نے مجھے اُکسایا کہ میں مذہب کی تعلیمات کا بھی مطالعہ کروں۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے بھی نفرت کا سلوک برت رہے ہیں۔ اپنے بچپن میں ازواجِ مطہرات کے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے پڑھا تھا کہ وہ فتنہ دجال سے بچنے کی دعا کرتی تھیں۔ تب میں نے بھی اس دُعا کو اپنی دعاؤں کا حصّہ بنا لیا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کی خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کو احمدیت سے روشناسی کا ذریعہ بنایا۔

س: احمدیت قبول کرنے کی کیا وجہ بنی؟

ج: احمدیت چونکہ سچا دین ہے اور یہ سچائی ہی ہے جو کہ ہر کھلے دل سے مطالعہ کرنے والے کے دل پر پڑے پردوں کو ہٹا دیتی ہے۔ یہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہوا۔ مطالعہ کتب (اسلامی اصول کی فلاسفی، کشتی نوح، الوصیت، دعوت الامیر) نے میرے دل و دماغ کو ہلا دیا اور مجھے اس قدر ملامت ہوئی کہ میں نے اپنی زندگی کے قیمتی سال اندھیرے اور پستی میں گزار دیئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات دِلوں کی میل دھونے میں مددگار ثابت ہوئے۔

س: آپ کی زندگی میں احمدیت قبول کرنے کے بعد کیا تبدیلی آئی؟

ج: اس کے جواب میں صرف یہ کہوں گی کہ مجھے میرا زندہ خدا مل گیا ہے جس کے ہونے کے احساس نے میرے دِل کو سکون، اطمینان اور قناعت سے بھر دیا ہے۔

س: احمدی مسلمان ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

ج: میں نے 2003ء میں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ الحمدللہ تقریباً گیارہ

سال ہو چکے ہیں۔

س: احمدی ہونے کے بعد گھر والوں کا رویہ اور مشکلات؟

ج: کسی بھی فرد کا قبولِ احمدیت یقیناً ہر غیر احمدی خاندان کے لئے نا قابلِ قبول امر ہوتا ہے۔ گھر والوں نے مجھے یونیورسٹی ہوسٹل سے واپس بلوا لیا اور کہیں آنا جانا بالکل بند کر دیا۔ ذہنی تشدد بھی تھا۔ ہر وقت نیا لیکچر نئے طریقہ سے پرانی بات کہ میں اس نئے دین کا خیال اپنے ذہن سے نکال دوں۔ عالموں سے ملاقات، احمدیت کے بارہ میں مختلف فتویٰ جات، یہاں تک کہ تھک ہار کر انہوں نے بات چیت بالکل بند کر دی اور نماز ادا کرنے والا جائے نماز بھی لے لیا کہ مرتدِ دین کو ان کے جائے نمازوں پر نماز ادا کرنےکی اجازت نہیں تا کہ وہ ناپاک نہ ہو جائیں۔ مگر وہ خدا جو دین کو قبول کرنے کی ہمت دیتا ہے، وہ ان مصائب کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ بھی دیتا ہے اور ایسے میں خلیفۂ وقت کی دعائیں خدا کے حضور قبولیت کا درجہ پا کر ان مصائب کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

س: ایمان افروز واقعات:

ج: جیسا کہ ہم سب کے علم میں ہے کہ خدا اپنے بندوں کو خود اپنی مدد نصرت عطا کرتا ہے۔ یہ واقعہ میرے دورِ طالب علمی کا ہے: جب میں نے اپنے گھر والوں کو اپنے احمدی ہو جانے کے بارہ میں بتایا تو اِس وقت میرا یونیورسٹی میں آخری سمسٹر کا فائنل امتحان تھا۔ یہ کلینیکل فارمیسی کا زبانی امتحان تھا۔ انتہائی پریشانی اور ذہنی تناؤ کی وجہ سے بالکل بھی تیاری نہیں کر سکی تھی مگر حضور کی خدمت میں دعا کی فیکس ارسال کی اور کمرۂ امتحان میں چلی گئی۔ میں آج بھی اس حیرت میں ہوں مجھے نہیں معلوم کہ میرے سے کیا کیا سوال پوچھے گئے اور میں نے اُن کے کیا جوابات دیئے۔ اللہ کے فضل سے نہ صرف میں اس امتحان میں پاس ہوئی بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یونیورسٹی میں مجموعی طور پر چاروں سال کے نتیجہ میں دوسری پوزیشن بھی حاصل کی۔ الحمدللہ

دوسرا واقعہ:۔ خلافت کی برکات سے متعلق ہے۔ میری بیٹی واقفہ نو ملیحہ ناصر 2011ء میں جب تین برس کی ہوئی پاؤں پر ایڑھی کے پیچھے جوتا کاٹنے سے ہوا جو کہ باوجود علاج کے بڑھتا ہوا انگریزی کے حروف s کی شکل بناتا ہوا پوری ٹانگ تک پھیلتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے بیکٹیریل، فنگل انفیکشن حتیٰ کہ اگیزیما تک کی دوائیاں تجویز کیں مگر کوئی فرق نہیں تھا۔ آخر ڈاکٹر نے خیال کیا کہ شاید یہ کینسر ہو اور انہوں نے ڈاکٹروں کی ٹیم بلوالی۔ ہم حضورِ اقدس کی خدمت میں دعا کے خط ارسال کر رہے تھے اور جب اس بارہ میں لکھا تو حضور نے جوابی خط کے ذریعہ تسلی دی اور دعا کی۔ معائنہ کے دن 12 ڈاکٹروں کے بورڈ نے باری باری معائنہ کے بعد یہ تجویز کیا کہ ملیحہ کو کوئی بھی بیماری نہیں ہے۔ یہ پیدائشی نشان ہے جو کہ چند دنوں تک خود ہی ٹھیک ہو جائے گا اور سال کے بعد کوئی نشان بھی نہیں رہے گا اور کسی دوائی کی ضرورت نہیں ہے۔ الحمدللہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

تیسرا واقعہ:۔ تبلیغِ احمدیت کی مدد کے سلسلہ میں ہے۔ ہمیں تھر مسو آئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے۔ حالات بہت زیادہ مشکل تھے چونکہ ہم دونوں میاں بیوی تعلیمی ویزہ پر پاکستان سے آئے تھے اور روزگار بھی ابھی میسر نہیں تھا۔ صرف تھوڑی سی رقم تھی جو کہ جماعت نے قرضِ حسنہ کی صورت میں تعلیمی اخراجات ادا کرنے کے لئے دی تھی اور ایسے میں ہم اپنی ہر

ضرورت کے لئے رقم دانتوں میں دبا کر خرچ کرتے تھے۔ ایسے میں تبلیغی سٹال تھرمسو کی لائبریری میں لگانے کے لئے امیر صاحب ناروے، مربی صاحب اور دو اور احباب پر مشتمل وفد نے تھرمسو آنے کا ارادہ کیا۔ میرے میاں صاحب نے ان کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور ہر طرح سے تعاون کی یقین دہانی کروائی اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے خاص دعا کی کہ اللہ ہماری مدد کرے۔ ہمارے وسائل محدود تھے چھوٹا سا گھر تھا مگر نیت نیک تھی۔ میرے میاں صاحب بازار گئے اور دلائیاں، تکیے اور گدے لے کر آئے جس کے بعد ہمارے پاس صرف گھر واپسی کی ٹکٹ کے برابر رقم تھی۔ اللہ کے فضل سے نمائش کے دن بخیریت گزرے۔ وفد کی رخصتی کے وقت امیر صاحب نے دعا کروائی۔ یہ اس دعا کی برکت ہے: کہ اگلے دن میرے میاں کو کام مل گیا اور اُس دن کے بعد سے آج تک ہمیں کبھی مالی پریشانی نہیں ہوئی۔ الحمدللہ نہ صرف ہم نے جماعت کا قرضِ حسنہ واپس کر دیا ہے بلکہ آج ناروے کے مہنگے ترین شہر تھرمسو میں ہمارا اپنا چھوٹا سا رہائشی مکان (leilighet) ہے۔

س: کوئی خواب جو قابلِ ذکر ہو!!!!

ج: احمدیت کے اس سفر میں خدا تعالیٰ نے قدم قدم پر میری راہنمائی کی ہے اور نشان دکھائے ہیں۔ اس میں سب سے قابلِ قدر نشان جو کہ میں نے راہنمائی کے طور پر خدا تعالیٰ سے احمدی ہونے سے قبل طلب کیا تھا۔ ایک شب جب میرا دل اس دینِ حق کو قبول کر چکا تھا بس فیصلہ کرنے کی تاخیر تھی سونے سے قبل میں نے خدا سے دعا کی کہ اے خدا اگر میں احمدی ہو جاؤں تو کہیں تیرے بندوں سے خارج تو نہیں ہو جاؤں گی۔ کہیں واقعی یہ لوگ غلط راہ پر تو نہیں اور میں راہِ ہدایت سے منکر تو نہیں ہو جاؤں گی۔ اور احمدی ہونے کے بعد تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کہیں شفاعتِ رسول ملے گی یا نہیں۔ تو میں نے جاگتی آنکھوں سے کشفی نظارہ دیکھا کہ میرے بستر کے سامنے والی دیوار پر مسجدِ نبوی ﷺ مدینہ منورہ ہے اور میں اس کے صحن میں بیٹھی ہوئی ہوں اور اب ٹھیک سے یاد نہیں کہ نفل پڑھ رہی تھی یا درود شریف۔ اس نظارہ نے مجھے اس بات پر کامل کر دیا کہ قبولیتِ احمدیت کے بعد خدا تعالیٰ مجھے اپنی محبت سے محروم نہیں کریگا اور یہ نشان قبولِ ہدایت ثابت ہوا۔

س: احمدیت نے آپ کو کیا دیا؟

ج احمدیت نے مجھے نہ صرف زندہ، بولنے والے خدا سے ملایا بلکہ اس خدا سے مضبوط تعلق بھی قائم کیا۔ اور اب یہ دعا ہے کہ خدا کی محبت بھی عطا ہو اور میں اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہوں۔ آمین

س: احمدیت کے بعد ہمارا کیا فرض ہونا چاہئے؟

ج: وہ وعدہ جس کے بعد ہم خلافت کے موتیوں سے جڑی جماعتِ احمدیہ کی لڑی میں پروئے گئے اس وعدہ کا ہر دم پاس کریں۔ یہ وعدہ دس شرائطِ بیعت ہیں اور احمدی مسلمان کی زندگی ان شرائط کا آئینہ ہونا چاہئے۔

حاشیے کے اوپر دیے گئے جملے ''کرنہ کر'' سے لئے گئے ہیں جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کی کتاب ہے۔

محترمہ بلقیس اختر صاحبہ!!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: قارئین کو آپ اپنا تعارف کیسے کروانا چاہیں گی؟

ج: میرا نام بلقیس اختر ہے۔میرے شوہر کا نام چوہدری سلامت علی صاحب ہے۔میرے تین بچے ہیں۔دو بیٹے اور ایک بیٹی، جن میں سے دو وقف نو میں ہیں۔

س: آپ کو احمدیت کا تعارف کیسے ہوا؟

ج: احمدی گھرانے میں شادی کے بعد احمدیت سے تعارف ہوا۔

س: احمدیت قبول کرنے کی کیا وجہ بنی؟

ج: میں نے بیعت ایک خواب کی بناء پر کی تھی اور وہ یہ کہ میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سا کمرہ ہے جس میں کوئی پروگرام ہو رہا ہے اور بہت ساری عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں اتنے میں ایک نورانی شکل والے بزرگ کمرے میں تشریف لاتے ہیں اور حاضرین پر نظر ڈال کر میری طرف اپنی داہنے ہاتھ کی داہنی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں میں کھڑی ہو جاتی ہوں تب میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ حضرت مسیح موعودؑ تھے اس کے بعد میں نے بیعت کی تھی۔

س: آپ کی زندگی میں احمدیت قبول کرنے کے بعد کیا تبدیلی آئی؟

ج: ہر قسم کی تبدیلی آئی۔عبادتوں میں بہتری ہوئی۔مالی قربانی کی توفیق ملی، خدمت دین کی توفیق ملی۔

س: احمدی مسلمان ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

ج: چھبیس سال ہوئے ہیں۔ناروے میں مربیؔ صاحب کو کو بیعت فارم پر کر کے دیا تھا۔

س: احمدی ہونے کے بعد گھر والوں کا رویہ اور مشکلات؟

ج: جب میں نے بیعت کی تھی تو میرے بھائیوں کی عمریں چھوٹی تھیں اس وقت انہیں اس بات کی سمجھ نہیں تھی لیکن جب سمجھ آئی تو کبھی کچھ خاص نہیں کہا لیکن وہ میرا مذہب پسند بھی نہیں کرتے اور اس موضوع پر بات بھی نہیں کرنا چاہتے۔اور جب بھی جماعتی طور پر مجھے کوئی خدمت ملتی ہے اس وقت جو جذبات ہوتے ہیں وہ اپنے کسی رحمی رشتے سے شیئر نہیں کر سکتی وہ لمحہ بہت تکلیف اور آزمائش کا ہوتا ہے۔لیکن خدا تعالیٰ اس لمحے خود ہی سنبھال لیتا ہے۔

س: ایمان افروز واقعات؟

ج: یوں تو بے شمار ہیں ذاتی بھی اور جماعتی بھی لیکن پہلا واقعہ ہمیشہ ہی یاد رہتا ہے کیونکہ وہیں سے خدا سے تعلق جڑنا شروع ہوا تھا۔میرے شوہر شروع میں دو جاب کرتے تھے اور اسی کے مطابق وصیت کا چندہ لکھوایا ہوا تھا لیکن بجٹ لکھوانے کے چند ماہ بعد ایک جاب چھوٹ گئی اس وقت میں بہت زیادہ پریشان ہوئی کہ اب گزارا کیسے ہوگا؟ پاکستان بھی رقم بھجوانی ہوتی تھی اس کی فکر الگ۔میں نے اپنے شوہر سے تذکرہ کیا کہ اب کیا بنے گا گھر کے اخراجات پاکستان رقم بھجوانا یہ سب کیسے ہوگا تو انہوں نے جواب میں کہا تم اس بات پر پریشان ہو کہ خرچے کیسے پورے ہوں گے جب کہ میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ اپنا چندہ کیسے ادا کر پاؤں گا، کہیں بقایا جات میں میرا نام نہ آ جائے۔میرا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا کہ مجھے تو روزانہ کے اخراجات کی فکر ہے اور ان کی فکر ہی نرالی ہے۔اس کے بعد یہ حال کہ بار بار کہتے تم دعا کرو کہ میں اپنا بجٹ پورا کر پاؤں۔میں

نے کہا کہ آپ جماعت کو بتا دیں کہ ایک جاب چھوٹ گئی ہے کہنے لگے نہیں میں اپنی لکھوائی ہوئی رقم کو نہیں کٹواؤں گا بلکہ تم دعا کرو۔ میں حیران و پریشان کہ اتنی رقم بغیر نئی جاب کے کیسے اور کہاں سے آئے گی۔ لیکن شوہر صاحب ہر روز یہی کہتے کہ مجھے اپنے خدا پر توکل ہے وہ ضرور وسیلہ پیدا کرے گا۔ ان کا خدا تعالیٰ پر توکل دیکھ کر میں نے بھی دعائیں شروع کر دیں لیکن ساتھ ساتھ یہ خیال ہر وقت رہا کہ کیا آسمان سے نوٹ برسیں گے۔ یا کوئی معجزہ رونما ہوگا۔ لیکن قربان جاؤں اس خدا کے جو اپنے بندوں سے ان کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ ایک دن سچ مچ معجزہ ہو گیا وہ ایسے کہ جو جاب چھوٹی تھی اس کی باس نے فون کر کے کہا کہ ہمارا سالانہ حساب کتاب ہوا ہے اور اس کے مطابق تمہارے حساب میں گذشتہ دو سالوں کی رقم نکلتی ہے جو ہم نے تمہیں ادا کرنی ہے اور وہ رقم اتنے مہینوں کی تھی جتنے مہینے جاب کے چھوٹے تھے اور ان کا چندہ بنتا تھا۔ میں حیران پریشان اس معجزہ کو دیکھتی رہ گئی۔ اور اس کے بعد ہی میرا خدا کے ساتھ تعلق بڑھا۔ اور یہ بات سمجھ میں آئی کہ چندہ ہر حال میں دینا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے اور آگے سے اپنے بچوں کو بھی یہی سبق پڑھایا ہے۔

س: کوئی خواب جو قابلِ ذکر ہو؟

ج: جب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پردے پر نصیحت کو سن کر اسکارف چھوڑ کر نقاب لینا شروع کیا تو اس کو اوڑھتے ہوئے مجھے کبھی دھیان نہ آیا کہ اوڑھنی کھول کر لینی ہے اس بات کی راہنمائی ایسے ہوئی کہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی پروگرام ہو رہا ہے اور مَیں معمول کے مطابق نقاب پہنے ہوئی ہوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لاتے ہیں ان کے ساتھ دو عورتیں ہیں وہ میرے سامنے کھڑے ہو کر میرے نقاب کو پکڑ کر سامنے سے گرہ لگا کر کہتے ہیں کہ ایسے اوڑھا کرو۔ اس دن کے بعد سے زندگی میں بہت ساری باتوں کی راہنمائی خلفاء کے ذریعہ خواب میں ہوئی ہے۔

س: احمدیت نے آپ کو کیا دیا؟

ج: ؎ سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

س: احمدیت کے بعد ہمارا کیا فرض ہونا چاہئے؟

ج: احمدیت قبول کرنے کے بعد پھر سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہیں چاہے وہ مال ہو، اولاد ہو، وقت ہو۔ کیونکہ اسی میں ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔ اور صرف یہ یاد رکھیں کہ آپ نے زمانے کے امام حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے اور اس کا حق ادا کرنا ہے۔

کلام مکرمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ:

دیکھو تو اک انذار ہے موسم کی نظر میں
اے کاش کہ یاد آئے خدا خوف و خطر میں
زیبا نہیں انسان کو خالق کو بھلا دے
حد درجہ خسارہ ہے رعونت کے سفر میں
بنتے ہیں سزا اُن کے لئے پانی ہوا آگ
جو بندے خدا بن گئے خود اپنی نظر میں
جھٹکوں سے زلازل کے ہلاتا ہے زمیں کو
شاید کہ سعادت ہو کہیں نوعِ بشر میں
اب صدق سے آ جاؤ یہیں خیر ملے گی
اب چین اگر ہے تو مسیحا کے نگر میں

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 24 اکتوبر تا 30 اکتوبر 2014ء)

رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ

از طرف نیشنل جنرل سیکریٹری فاخرہ جاوید

امسال لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ناروے کا 2روزہ 34واں نیشنل اجتماع 15 تا 16 نومبر 2014 کو مسجد بیت النصر میں منعقد کیا گیا۔ لجنہ و ناصرات الاحمدیہ نے علمی مقابلہ جات تلاوت، حفظِ قرآن، تقاریر اردو و نارویجن، نظموں، فی البدیہہ اور بیت بازی میں حصہ لیا۔ علمی مقابلہ جات نماز ہال میں جبکہ ورزشی مقابلہ جات مسرور ہال میں منعقد کیے گئے۔

مورخہ 15 نومبر کو اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اردو اور نارویجن میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ تلاوت، نظم اور عہد نامہ کے بعد نیشنل صدر صاحبہ محترمہ سیدہ بشریٰ خالد صاحبہ نے افتتاحی خطاب کیا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مقابلہ جات بہت دلچسپ رہے۔ خاص طور پر مقابلہ بیت بازی لجنہ بہت دلچسپ رہا۔ مقابلہ جات کے دوران وقفہ نماز و طعام سے قبل صدر صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام جس میں حضور انور نے لجنہ و ناصرات کو مخاطب کر کے قیمتی نصائح فرمائے پڑھ کر سنایا۔ بعد میں اسی پیغام کا نارویجن ترجمہ نیشنل سیکریٹری تبلیغ عزیزہ انعم سحر اسلام نے پڑھ کر سنایا۔ پہلے دن آخری دو گھنٹے میں ورزشی مقابلہ جات رکھے گئے جس میں لجنہ و ناصرات نے بھرپور حصہ لیا اور خوب انجوائے کیا۔

دوسرے دن 16 نومبر بروز اتوار کو بھی علمی مقابلہ جات جاری رہے اور دونوں دن نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء باجماعت ادا کی گئیں۔

اجتماع کے آخری سیشن میں تقسیم انعامات کی تقریب رکھی گئی جس میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

لجنہ اماء اللہ ناروے ہر سال بہترین کارکردگی پر مجالس کو انعامات دیتی ہے۔ امسال پوزیشن لینے والی مجالس درج ذیل ہیں۔

اول : مجلس پرنسدال اور تھونس برگ

دوئم : مجلس کلوفتہ

سوئم: مجلس تھوئین

چہارم : مجلس درامن

ناصرات الاحمدیہ نے دوران سال نصاب کے مطابق ناصرات کا جائزہ لیا اور 90% نمبر لینے والی ناصرات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

آخر میں نیشنل سیکریٹری تربیت محترمہ بلقیس اختر صاحبہ نے خطاب کیا جس کا موضوع تھا ''خلافت کی اطاعت جنت کا حصول''، جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ 10 اکتوبر 2014 کے حوالے سے نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اس کے ساتھ ساتھ لباس اور صحبت صالحین کے حوالے سے نصائح کیں۔

اختتامی دعا محترمہ صدر صاحبہ نے دعا کروائی جس کے بعد اجتماعی وقار عمل میں سب نے حصہ لیا۔ اس طرح خدا کے فضل سے ہمارا اجتماع وقت مقررہ پر اختتام پذیر ہوا۔

حاضری لجنہ و ناصرات:۔ بروز ہفتہ: 329

بروز اتوار: 347

والدین کی اطاعت

اسلام وہ اعلیٰ درجہ کا مذہب ہے جس نے والدین کے حقوق اور ان کی تکریم کے آداب سکھائے تا کہ اُولاد ان کی بجا آوری سے جنّت حاصل کر سکے اور اُن کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ کی خوشنودی پالے۔ قرآن مجید میں توحید کے حکم اور شرک کی ممانعت کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتا ہے!

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اُور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو''

والدین وہ نعمتِ عظمیٰ ہیں جس کا کوئی بدل نہیں۔ اُن کے اُولاد پر اس قدر احسانات ہوتے ہیں کہ اُولاد اُن کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

اُن کا جتنا بھی ادب واحترام اور خدمت کی جائے وہ کم ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق صرف ایک صورت میں والدین کا حق ادا ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ماں باپ کسی کے غلام ہوں اور اُولاد انہیں خرید کر آزاد کر دے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل؟ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

پیارے بچوں والدین کی اطاعت کرنی چاہیے۔ ان کا کہنا ماننا چاہیے۔ والدین کی نافرمانی کو حدیث میں کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے

ماں باپ کی فرمانبرداری میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے۔ ایک شخص نے رسالت مآب ﷺ سے دریافت کیا کہ ماں باپ کا اُولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمھارے جنّت و دوزخ ھیں" مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان کی رضا مندی حاصل کر لو گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر ان کی ناراضگی حاصل کی تو جنت سے محروم رہ جاؤ گے۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآنی ارشادات اور حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اپنے والدین کی صدقِ دل سے خدمت اور اطاعت کریں۔ تا ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور ہم جنت کے حقدار بن جائیں۔ آمین

اس ماہ کا پیغام

''Hei,Hallo کہنے کے بجائے سلام کو رواج دیں''

اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کیلئے اللہ اور رسول ﷺ نے یہی راستہ بتایا ہے

تمام ناصرات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مہینہ میں ایک خط ضرور لکھا کریں

اس کے لیے خط کا ایڈریس اور فیکس نمبر درج ذیل ہے

16 Gressenhall Road London

SW18 5Ql, United Kingdom

فیکس نمبر: 00442088705234

آئیے یاد کریں

حفظِ حدیث

1۔ لَیسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ
نہیں ہے سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح

2۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ
لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے

3۔ اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰ ةُ الْمُسْلِمِ
ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

4۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ
جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے

5۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِه
نیکی بتانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے

حفظِ ادعیہ

بَیتُ الخَلاء جانے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الخُبُثِ وَ الخَبَا ئِثِ (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر قسم کی ناپاک چیزوں اور ناپاک کاموں اور باتوں سے۔

بَیتُ الخَلاء سے باہر آنے کی دعا

اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِیٓ اَذْھَبَ عَنّیِ الاَ ذٰی وَ عَافَانِی وَ اَبقٰی فِیَّ مَنْفَعَتَهُ (ابن ماجہ)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت عطا کی اور مجھ میں نفع مند چیز باقی رکھ لی۔

جو ناصرات ان احادیث اور دعاؤں کو یاد کر کے اپنی مجلس کی سیکرٹری کو سنائیں گی۔ اُن کے نام اگلے زینب میں شائع کئے جائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نماز پڑھنا صرف کافی نہیں. نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے. اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیے خواہ وہ بچہ ہو ،نوجوان یا بوڑھا ،مرد ہو یا عورت ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ جب وہ نماز پڑھے تو سمجھ کر پڑھے“

خطبات طاہر جلد 8 ص 76

جوابات: بوجھو تو جانیں

1۔انار 2۔ فوارہ 3۔ سائیکل 4۔کتاب

بو تل درخت

مڈگاسکر میں پائے جانے والے (Baobab) نامی درخت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس دیوہیکل درخت کو پانی ذخیرہ کرنے کی قوت کے باعث مڈگاسکر کا خزانہ بھی کہا جاتا ہے۔ Baobab کی آٹھ اقسام پائی جاتی ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ پانی ذخیرہ کرنے والا یہ درخت بنجر زمینوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کا تنا بوتل سے مماثلت رکھتا ہے۔ جس میں بڑی مقدار میں پانی جمع رہتا ہے ایک اندازے کے مطابق اس درخت کے تنے میں ایک لاکھ بیس ہزار لیٹر پانی جمع کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہ درخت جنگلی حیات اور انسانوں کے لئے زندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس درخت کی ایک اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کی جڑیں زمین سے باہر ہوتی ہیں۔ Baobab کو مڈگاسکر کا قومی درخت کہا جاتا ہے۔ اس درخت کو Tree of life بھی کہتے ہیں۔ سال کے بیشتر حصے میں درخت پر پتے نہیں ہوتے۔ Baobab کے پھل کو Monkey bread کہتے ہیں۔ اس کا سائز ناریل جتنا اور وزن ڈیڑھ کلوگرام تک ہوتا ہے۔ ذائقے میں گریپ فروٹ اور ناشپاتی کی طرح ہوتا ہے۔

کیا آپ ایسا بنا سکتی ہیں؟

بوجھو تو جانے

1/ اک ڈبّے میں بیٹھے دانے
جب کھولا تو پڑے چبانے

2/ ایک مُنّا پانی میں نہائے
ساتھ ہی پانی پیتا جائے
جتنا پانی پیٹ میں ڈالے
کُلّی کرکے اسے اچھالے

3/ لاتیں کھائے بھاگی جائے
بھاگی جائے دوڑی آئے
چلتی ہے بس لاتیں کھا کر
ڈنڈوں سے لب چلنے پائے

4/ چیز ہے اک بالکل بے جان
منہ میں اس کے نہیں زبان
بن بولے کرتی ہے باتیں
کیا جانے اَن پڑھ انسان

گد گدیاں

❁ سپاہی: (ڈرائیور سے) ”جب میں نے اشارہ کیا تو تم رُکے کیوں نہیں؟“
ڈرائیور: ”جناب میں نے سمجھا کہ آپ مجھے سلام کررہے ہیں“

❁ مالکِ مکان: (چور پکڑ کر) ”بہتری اِسی میں ہے کہ تم سارا سامان یہیں پر چھوڑ جاؤ“
چور: ”جناب یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آدھا سامان تو آپ کے ہمسائے کا ہے“

❁ بیٹا: (ماں سے) ماں ہم کس چیز کے بنے ہیں؟
ماں: ”بیٹا ہم مٹی سے بنے ہیں“
بیٹا: ”ماں آپ مجھے مارا مت کیجیے ورنہ ایک دن میں ٹوٹ جاؤں گا“

Fazle Umar Foundation Rabwah Pakistan

Ph: +92-476212439, Email: fazleumarfoundation@gmail.com

بسم الله الرحمان الرحيم

To Additional Wakalat Tabshir London,

I hope and pray that you are all well and in the best of health. Copied below is a sample letter to be sent out to all relevant national amirs regarding the collection and compilation of materials and sources pertaining to the life of Hazrat Khalifatul Masih II:

To Amir Sahib................................

According to a letter received from the Private Secretary, London, on 2 March 2014, an individual recently wrote to Huzoor that whereas historical sources and materials pertaining to the Khilafat of Khalifatul Masih II al-Musleh Maud have been preserved over the years - there is still a great deal of data which has not come to public view. This needs to be placed on record at the first available opportunity. For example:

- There are still many Ahmadis alive who have personally witnessed the second Khilafat. Their recollections and testimonies ought to be collected.
- There are many historical accounts which have been recorded but as of this moment are still to be compiled. They are present in note form, or as short essays or audio clips. All of these need to be preserved. There is an audio recording of a speech delivered by Hazrat Chaudhry Muhammad Zafrullah Khan Sahib in London in which he recounts certain incidents from the life of Hazrat Musleh Ma'ud in English. All such matter would be extremely useful for today's English speaking audience.

After reading this proposal Huzoor said:

> **Those people who are undertaking written work for the Jama'at or who may be able to relate such events from history are now spread throughout the world. If this project is carried through with the help of national amirs then it can prove very beneficial.**

In accordance with Huzoor's instructions we hope that you will lend your full cooperation in this matter. Please instruct the relevant members of your Jama'at that if they have any sort of relevant material, be it in electronic form or various writings or pictures, they should make it available to the Fazle Umar Foundation so that all this data can be collected and published centrally. In all cases this material should be sent to the Tabshir office London

---

It is our humble request that this letter be sent out at the first available opportunity, inshAllah.

It is further requested that any such material received be presented to Huzoor for approval before being published.

JazakAllah.

Wassalam Hameed Nasrulla Khan

Sadr Fazle Umar Foundation 5/7/14

2/2

OPPSKRIFTER

EPLEKAKE

Ingredienser:

2 ½ dl hvetemel

1 ts bakepulver

50 g margarin

¾ dl sukker

1 egg

1 ts kaldt vann

1 eple

1 ss sukker

1 ss kanel

Fremgangsmåte:

1. Sett stekeovnen på 180 grader. Smør en avlang brødform med smeltet margarin og strø litt hvetemel på innsiden av formen.
2. Sikt sammen hvetemel og bakepulver. Smuldre inn margarinen og ha i sukkeret.
3. Pisk egget lett sammen med en gaffel og ha det sammen med vannet. Rør sammen.
4. Legg 2/3 av deigen i kakeforma. Spre den utover bunnen og litt oppover langs kanten av forma.
5. Vask, skrell og del opp eplet i biter eller båter. Legg dem utover i bunnen av forma. Strø på sukker og kanel.
6. Lag et gitter av resten av røren og legg det over eplene.
7. Sett kaken på et stekebrett på nederste rille i stekeovnen, og stek den i ca. 30-40 minutter.
8. Avkjøl kaka på en rist.

TIPS:

Hvis du vil lage kaken i en rund form, må du doble alle målene i oppskriften. Den smaker godt med vaniljekrem eller vaniljeis.

liten storby med over to millioner innbyggere. Byen ligger ved Persiabukta og har stor variasjon av landskap. Den har både sandørken, halvørken, landbruksareal, oaser og det største byområdet på Den arabiske halvøy.

På ferie i Dubai er det et hav av muligheter. Byen er blant annet hjemsted for verdens største kunstige slalåmbakke, verdens største samling av kunstige øyer, og en av verdens største fornøyelsesparker. Verdens høyeste skyskraper, Burj Khalifa, er enda en severdighet du ikke bør gå glipp av. I tillegg til dette har du de mange hotellene og shoppingsentrene du kan oppholde deg i!

KAN DU SETTE INN RIKTIGE TALL?

Lett: sett inn tallene fra 1 til 9

2	4		6	16
8		5	1	16
		3		16
1	9		2	16
16	16	16	16	

Vanskelig: sett inn tall fra 1 til 20

8		5		32
4			2	32
	10	2		32
2			16	32
32	32	32	32	32

TREKK STREK MELLOM TALLENE

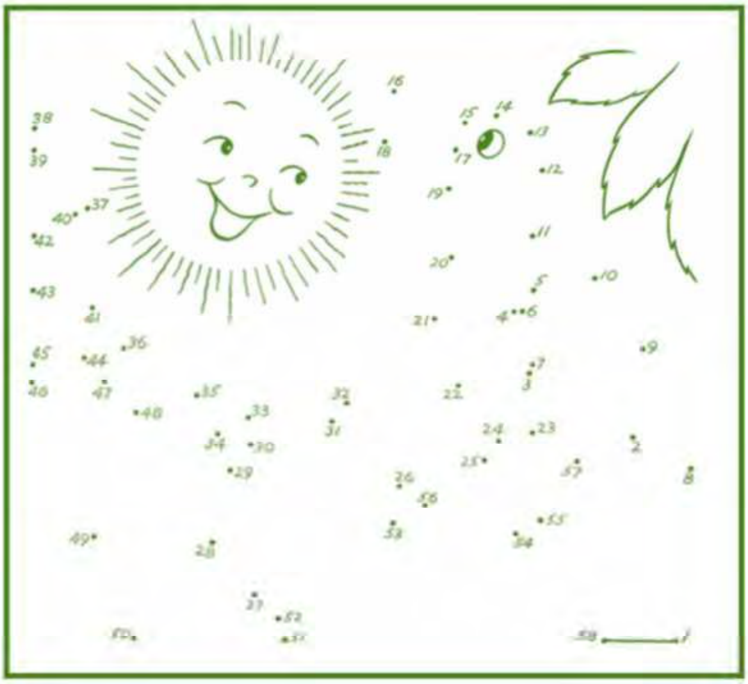

Safia Sahar Qaisrani

BARNESIDE

FORELDRE

Og senk for dem ydmykhetens vinger av barmhjertighet, og si: Min Herre, vis dem barmhjertighet, slik som de oppfostret med som liten. Deres Herre vet best hva som er i deres hjerter; om dere om dere er rettferdige, så er Han visselig Tilgivende mot dem som vender seg. (17:24-25)

I dette verset fra den hellige Koranen lærer vi at vi alltid skal be for våre foreldre. Våre foreldre har sørget for vår oppvekst, hjulpet oss til enhver tid, lært oss viktig lærdom og det er de som alltid har vært der for oss. Kan vi ikke være oppmerksomme på hvordan vi oppfører oss mot dem?
Glem aldri å be for dine foreldre. De har vært der for oss og hjulpet oss mer enn vi aner. En mor og far er de du skal respektere og elske høyest. Når foreldrene dine blir gamle skal du støtte og hjelpe dem.

En gang kom en mann til vår kjære profet Muhammed[saw] og sa: *«min mor er funksjonshemmet og jeg bar henne under hele pilegrimsreisen»*. Profeten sa at han hadde gjort like mye som hans foreldre pleide å gjøre for ham i løpet av en dag. Ut fra dette lærer vi at våre foreldre har gjort ekstremt mye for oss.

Ikke glem at denne verden kommer til å svikte deg og det samme kommer noen av dine venner til å gjøre, men en mor og en far kommer aldri til å svikte sitt barn. Ikke glem at paradiset er under føttene til deres mødre.

Ta derfor alltid godt vare på dine foreldre og ikke glem å be for dem. Måtte Allah gi alle foreldre plass i paradiset. Amen.
Shamaila Mahmood (14)

VISSTE DU AT …

- Det finnes en Japansk telefon som gjør stemmen din penere? Den heter "Pretty voice"!
- Den høyeste farten en bil noen gang har oppnådd er – hold deg fast – 1230 km/t. Den heter Super Sonic Car
- Hjernen blir tyngre i vekt jo mer du bruker den? Går du igjennom en ferie uten å bruke den noe særlig på tall, kryssord o.l., vil intelligensen avta noe og hjernen bli litt lettere i vekt.

TRENGER DU EN FERIE?

Dubai er en velkjent feriedestinasjon od du har kanskje allerede vært der? Det er en

flere sykdommer knyttet til nervesystemet.

Det anbefalte daglige inntaket for D-vitamin ligger på 400–800 IE (10–20 mikrogram) i mange land. Dette tilsvarer 2–4 teskjeer tran. 50 000 IE i et par måneder vil gi et blodnivå av kalsidiol på litt over 100 nM. Sterkt overvektige – BMI over 30 – trenger betydelig mer enn normalvektige. Gravide kvinner bør få i seg nok D-vitamin, fordi mange såkalte epigenetiske faktorer påvirkes av D-vitamin i fosterlivet. Særlig viktig synes kalsitriolnivået å være under dannelsen av sentralnervesystemet. Kalsitriol dannes av kalsidiol i nyrene og mange andre steder i kroppen, og er det viktige og virksomme hormonet. Mange forskere mener at gravide kvinner bør innta rundt 4000 IE (100 mikrogram) pr. dag. Institute of Medicine i USA anbefaler nå daglige doser på 600 nM for personer under 70 år og 800 nM for eldre. Våre nye funn viser at 2000 IE (50 mikrogram) pr. dag vil øke et vinternivå av D-vitamin til et sommernivå.

FEM MINUTTER MED TRENING ER NOK

Ny forskning viser at kondisjonstrening – løping – er godt for hjertet, og det er ikke så mye som skal til før det gir en helsegevinst. Med bare fem minutter løpetrening hver dag kan man reelt redusere risikoen for å dø av hjerte- og karsykdom. Dette viser en studie publisert i Journal of the American College of Cardiology der hele 55 137 voksne mellom 18 og 100 år ble fulgt opp. Forskerteamet fant også ut at helsegevinsten var den samme uansett hvor lenge og hvor raskt løperne i studien løp. Det var ingen forskjell på de som løp tre timer i uken sammenlignet med de som løp til sammen en time i uken. Ifølge studien førte en rask løpetur til de samme, om ikke større helsefordeler enn intensiv trening i 15-20 minutter hver dag.

Amarah Dar

NYTT OG NYTTIG INNENFOR HELSE

VI TRENGER EN PAUSE

Søvn er rett og slett en nødvendig pause som vi ikke kan være foruten. Hvorfor vi trenger søvn, har man ikke klart å finne ut av. Det man midlertidig vet er at søvn helbreder, forebygger og gjenoppbygger. For lite søvn kan gi flere konsekvenser. Flere studier har vist at dårlig søvn kan være årsak til fedme. Man får lyst på usunn mat og spiser generelt mer. Personer som sover i gjennomsnitt åtte timer hver dag, er slankere enn personer som sover mindre. En britisk undersøkelse har vist at mindre enn fem timers søvn gir dobbel så store fare for overvekt. Akkurat hvor lenge et menneske kan gå uten søvn er vanskelig å gi svar på gjennom forskning.

Flere personer har forsøkt å sette verdensrekord i å gå uten søvn. En av dem var newyorkeren Peter Tripp, som i 1959 ikke sov på 201 timer, det vil si åtte dager. Etter tre dager var alt morsomt; Tripp lo av det meste. Han fikk også raserianfall og ble forvirret. På fjerde dagen satte paranoia og hallusinasjoner inn. Han så insekter, mus og kattunger overalt. Deretter ble han psykotisk og anklaget de rundt ham for å skade ham. Ingenting ga mening. Tripp kom seg aldri helt igjen, men holdt verdensrekorden i noen år.

ET GODT HJERTE GIR GOD HJERNEHELSE

Forskere har kanskje funnet et mulig svar på hvorfor det er viktig å ha god hjertehelse for å ha en god hjernehelse som gammel. Blodårene blir stivere med årene og det samme gjør blodgjennomstrømningen. Med trening kan man holde blodårene elastiske, noe som kan hjelpe på hjernefunksjonen. Dette kan kanskje være en av mekanismene som bidrar til at fysisk aktivitet sinker aldring av hjernen.

D-VITAMIN BOOM

Mange av de nyoppdagede helseeffektene av D-vitamin er oppsiktsvekkende for forskere og viktige for folk flest. I tillegg viser det seg at mange nordmenn – spesielt kvinner – har for lite D-vitamin i blodet. Tidligere trodde man at D-vitaminet bare hadde én misjon, nemlig å styrke beinbygningen. Vitaminet forhindret rakitt hos nyfødte og reduserte risikoen for beinskjørhet hos eldre. Nå vet vi at D-vitaminet har en påvirkning på mange andre sykdommer: hjerte- og karsykdommer, diabetes, leddgikt, MS og

Navn: Fatima Mohammed Mustafa

Alder: 82

Nasjonalitet: Kurdisk

Sivilstatus: Enke

Yrke: Hjemme værende

1. Hva er grunnen til at du har blitt Ahmadi?

Jeg hørte mye på MTA, blant annet på Hani Tahir og Mohammed Sharif. Det er mange som ringer inn og spør spørsmål og når de svarer, treffer det meg, fordi de er så dyktige, flinke og snakker sant.

2. Hva har forandret seg i livet ditt etter at du har blitt Ahmadi?

Jeg har gjort Bai'at for en måned siden, så det er ikke mye forandring, jeg har lyst til å motta en drøm. Men datteren merker at hun har blitt mer roligere, omtenksom og viser mer interesse i menigheten og Huzoor[aba].

3. Er det noen ting du synes er utfordrende ved å være Ahmadi muslim?

Det kan bli utfordrende å forklare barna mine om min Bai'at, derfor er jeg ikke enda klar for å fortelle dem om det.

4. Hva er dine planer for din religiøse fremtid?

Datteren merker hjemme at da hun og hennes barn fortalte om deres møte med Huzoor[aba], ble hun misunnelig og ville gjerne bli med. Hun har veldig lyst til å møte Huzoor[aba] og delta på Jalsa Salana

5. Hva synes du er det viktigste som Ahmadiyya – muslim?

Bønn og faste, det er noe jeg har gjort siden min barndom. Nå vil jeg bare motta en drøm.

3. Hvor lenge har du vært en Ahmadi muslim?

Jeg har vært Ahmadi muslim i litt over to år.

4. Hvilke komplikasjoner måtte du stå overfor i forhold til din konvertering? Hvordan reagerte dine nære og bekjente?

De fleste i familien har delvis godtatt konverteringen, men der er likevel en del som ikke godtar den i det hele tatt og vil aldri høre noe om at vi har konvertert. Generelt i samfunnet møter jeg mye skepsis rundt min konvertering. Verdenssituasjonen gjør det heller ikke enklere å ha tatt valget om å bli muslim i en voksen alder.

5. Hvordan har livet ditt forandret seg etter konverteringen?

Jeg opplever en stor trygghet og en mening med livet som jeg ikke hadde tidligere.

6. Vil du fortelle om noen hendelser/drømmer som er tilknyttet din konvertering eller har forsterket din tro som en Ahmadi muslim?

Jeg har hatt tre drømmer om Huzoor. I hver drøm ber han meg og Leonard – sønnen min – følge ham. Jeg hadde også en drøm rett etter at Huzoor pekte ut Adeel – mannen min – som den jeg skulle gifte meg med.

10. Hva mener du er det viktigste for en Ahmadi muslim?

Det viktigste er å leve med en høy moral og ha respekt for alle mennesker, kulturer og religioner. Leve etter mottoet: «Love for all hatered for none». Man må leve slik at levemåten vår blir en nonverbal og noe godt som andre mennesker også vil føle i hjertet at de vil følge.

11. Hva bør vi som Ahmadi gjøre for å kunne spre Ahmadiyya menighets budskap til verden/folk rundt oss?

Leve i henhold til forrige svar. Dessuten er det selvfølgelig viktig med verbal som også kan gjøres ved hjelp av sosiale medier.

har forsterket din tro som en Ahmadi muslim?

Det var ikke noen spesielle hendelser eller drømmer som førte til at jeg bestemte meg for å konvertere. Men et møte med Huzoor i sommer har gjort meg sikrere på at jeg har tatt et riktig valg.

7. Er det noe som virker utfordrende med å være Ahmadi muslim?

Det er et vanskelig spørsmål. Det vil alltid være utfordringer i livet, men de endrer seg hele tiden. På samme måte vil utfordringene med å leve som en Ahmadi endre seg etter hvor man er i livet.

8. Hva mener du er det viktigste for en Ahmadi muslim?

Det viktigste for meg er å leve etter mottoet «Love for all, hatered for none».

9. Hva bør vi som Ahmadi gjøre for å kunne spre Ahmadiyya budskap til omverdenen

Det har jeg ingen formeninger om, men Jama'at Ahmadiyya har jo et bra system for å spre budskapet til andre. Det er mange som konverterer over hele verden. Norge er et sekularisert land, og det virker som om folk ikke er så interessert i religion, så det kan kanskje ligge noen utfordringer i dette.

Navn: Ine Aicha Møller Anwar

Alder: 30 år

Etnisitet: Norsk

Sivilstatus: Gift

Yrke: Sykepleier

1. Hvordan ble du introdusert for Islam Ahmadiyyat?

Da jeg hørte om denne varianten av muslimer, begynte jeg å Google, men stavet feil så fant ikke den informasjonen jeg lette etter. Deretter prøvde igjen etter noen måneder og da fant jeg det. Jeg leste mye på hjemmesiden til Jama'aten før jeg sendte en mail og dro på besøk moskeen.

2. Hva er grunnen til at du konverterte til Islam Ahmadiyyat?

Jeg hadde lenge vært på søken etter den rette veien til Gud. Min tro på Gud hadde alltid vært der en kristen, men jeg ble ikke tilfredsstilt av det kristendommen hadde å gi meg. Jeg har i flere år vært opptatt av islam og lest mye om denne retningen.

Konvertitter

INTERVJU

Navn: Trine Tandberg

Alder: man spør aldri en dame om hennes alder.

Etnisitet: Norsk

Sivilstatus: Skilt

Yrke: Rådgiver ved statistisk sentralbyrå

1. *Hvordan ble du introdusert for Islam Ahmadiyyat?*

Jeg ble første gang kjent med Islam Ahmadiyyat da det ble delt ut brosjyrer utenfor huset til min far. Da jeg leste brosjyren kjente jeg igjen moskeen på Furuset, som da var under oppbygging. Jeg var allerede interessert i å lære mer om Islam, og begynte å stille spørsmål. Jeg ble godt mottatt av Jama'aten og fikk sjansen til å lære mer.

2. *Hva er grunnen til at du konverterte til Islam Ahmadiyyat?*

Jeg konverterte fordi jeg følte at det var riktig for meg. Jeg hadde vært med på arrangementer i regi av Jama'aten i noen år og vært med på Jalsa Salana UK i 2012. I forbindelse med Jalsa Salana UK 2013 bestemte jeg meg for å konvertere etter å ha hørt Huzoors tale.

3. *Hvor lenge har du vært en Ahmadi muslim?*

Jeg har vært Ahmadi cirka ett år.

4. *Hvilke komplikasjoner måtte du stå overfor i forhold til din konvertering? Hvordan reagerte dine nære og bekjente?*

For meg har det ikke vært noen vanskeligheter i forbindelse med konverteringen. Både familie og venner har stort sett respektert det valget jeg har gjort.

5. *Hvordan har livet ditt forandret seg etter konverteringen?*

Det har ikke vært noen dramatiske endringer i mitt liv etter at jeg konverterte. De fleste endringene hittil har skjedd over tid, de fleste før jeg konverterte.

6. *Vil du fortelle om noen hendelser/drømmer som er tilknyttet din konvertering eller*

Qudsia Ateeq

EBOLA

Ebola er en smittsom sykdommen som forårsaker blødende feber, og er karakterisert ved kraftige blødninger fra kroppsåpninger. Derfor er de svært smittsom ved berøring og kan således også utsette pleiepersonell for smittefare. Viruset smitter gjennom direkte kontakt med blod, sekreter, organer eller andre kroppsvæsker fra smittede personer. Det er også dokumentert at viruset i begrenset grad kan smitte via luft, men da via dråpepartikler.

Sykdommen opptrer som regel i epidemier og har en meget høy dødelighet – 50% til 90%. Dødeligheten varierer etter hvilken form for ebola det er og kvaliteten på helsestell de syke får.

Viruset ble første gang påvist i Kongo i 1976 og har senere utløst en rekke mindre epidemier i området. I 2014 kom et meget stort utbrudd i Afrika som hittil har tatt livet av over 4000 mennesker. Liberia har blitt særlig hardt rammet.

Symptomene på smitte er høy feber, intens sløvhet, muskelsmerter, hodepine og sår hals. Disse blir ofte fulgt av oppkast, diare, utslett, nedsatt nyre- og leverfunksjon, og i noen tilfeller kraftige indre og ytre blødninger, blant annet fra nese, munn og tarm. Inkubasjonstiden er 2–21 dager.

I Al-Fazl har det kommet en liten beskrivelse for bruk av homeopat-medisin som kan være til hjelp:

1. Crotalus horridus 200
2. Typhodinum 200 og pyrogenium 200 (blandes)

Nr. 1 og nr. 2 skal tas i en uke daglig en gang om dagen. Deretter to ganger i uka med tre dagers mellomrom.

3. Rhustox, bryonia, ipecac, china, eupatorium, alle i 30

Disse fem medisinene skal blandes sammen og tas 3 ganger daglig.

For å forebygge Ebola viruset kan man ta Crotalus horridus 30 en gang om dagen. I tillegg til homeopatmedisin, er det anbefalt mye bruk av kanel, ettersom den kan være forebyggende.

og er i dag en veileder for millionvis av muslimer verden over. Du jobbet for å hjelpe gårdsarbeidere i Ghana, i dag er du en kraft som overgår landegrenser og du er en resurs for fremtiden. Du ble forfulgt og fengslet på grunn av din tro, du ble kastet ut av ditt hjemland, men du nektet å vise bitterhet og hevn. Du er en leder med visdom og medlidenhet. Og du er en forkjemper av ikkevold og inter-religiøs respekt. Du fordømmer terrorisme uavhengig av hvor det begås og hvem det begås av. Disse budskapene og handlingene gir en refleksjon av styrken til menigheten deres, så vel som deres engasjement for menneskeheten».

Under lederskapet til vår femte kalif, Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba] har menigheten gjort en formidabel framgang i en tid hvor islam er utsatt for grov svartmaling. Huzoor har reist verden rundt og holdt historiske taler om islams sanne lære og forsvart Islam direkte fra den hellige Koranen og den hellige Profeten Muhammeds[saw] eksempel. Vår kjære Huzoor blir omtalt som *Champion of Peace* rundt hele verden på grunn av hams iherdige innsatser for å fremme fred, samhold og toleranse på tvers av landegrenser. Måtte Allahs velsignelser strømme over vår Huzoor. Amen.

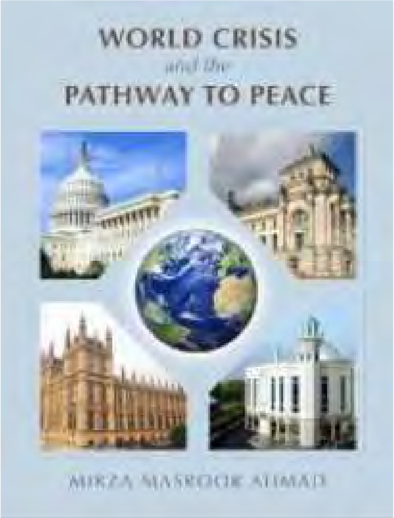

I sin bok *Verdenskrisen og veien til fred*, illustrerer den femte kalifen[aba] den kritiske verdensituasjonen slik den er i dag og hvordan hat, misunnelse, urettferdighet, diskriminering og en etterfølgende hevnlyst har bidratt med å skape konflikt mellom folkegrupper og innad landegrenser. Økonomisk så vel som sosiale urettferdigheter har skapt misnøye blant folk, noe som har ledet til opprør, streiker og demonstrasjoner mot autoriteter som ikke forstår eller fullbyrder sitt ansvar overfor sitt folk. Den femte kalifen[aba] forklarer de opplagte manglene som finnes i dagens samfunn og på hvilke måte de kan lede mot en katastrofal ødeleggelse uten like. Samtidig retter han leserens oppmerksomhet mot islams løsninger på problemet. Blant annet at muslimer aldri oppfordres til å gå ut i gatene og piske opp stemningen mot sitt lands ideologi og myndigheter. Hans bidrag til verdens freden er en veiledning for alle og er derfor en anbefalt bok til de som måtte ønske å islams sanne perspektiv.

Capitol Hill, Washington, USA, 27 juni 2012

«Hans Hellighet har oppfordret til moderasjon, overbærenhet og ikkevold. Om en liten stund vil Hans Hellighet tale til oss om *Veien til fred – rettferdige forhold mellom nasjoner* men innen det, ønsker vi å hylle hans engasjement for fred, rettferdighet og menneskelighet. Samtidig vil vi ønske han oppriktig velkommen, og gi han en kopi av resolusjonen vi introduserer i dag».

Annual Peace Symposium, Baitul Futuh Moske, 20. mars 2010

«Jeg vet at helt siden Hans Hellighet ble valgt som kalif, har han utrettelig fremmet fred. Du har lansert *The National Peace Symposium,* og du har startet å dele ut en årlig fredspris i regi av Ahmadiyya Muslim Menighet for å belønne de som har vist ekstraordinært engasjement for fredsarbeid. Du leder mennesker ved å vise ditt eget gode eksempel.»

Jalsa Salana Storbritannia, 2005

«Jeg er glad for at din menighet ikke tror på *Jihad* med sverd, våpen og bomber. Din tro er at *Jihad* er en fredfull forkynnelse og en indre streben for rensing av hjerter. Jeg setter stor pris på deres humanitære bidrag».

New Zealand Nasjonalforsamling, 4. november 2013

«Det er en glede å ønske Deres Hellighet velkommen til New Zealand Parlamentet. Jeg er imponert over hvordan Ahmadi muslimer lever som borgere og praktiserer sitt budskap om fred».

Capitol Hill, Washington, USA, 27 juni 2012

«Ditt lederskap har gjort deg til en viktig global skikkelse. Du begynte som en lærer

engasjement for toleranse, rettferdighet og fred. Vi setter pris på deg og den inspirasjonskilden du representerer, og det arbeidet du og dine trosmedlemmer utfører».

Khilafat Cenetary-Queen Elizabeth II Conference Center, juni 2008

«Deres Hellighet, årsaken til at jeg er så glad for å være her i dag, er fordi – jeg på vegne av meg selv og hele regjeringen – kom hit for å uttrykke den enorme respekten vi alle har for deg og ditt daglige arbeid for virkeliggjøring av fred og solidaritet på tvers av nasjonale og internasjonale grenser».

Inaguration of Khilafat Cenetary Hall, Sydney, Australia. 18. oktober 2013

«Det er en absolutt ære og et privilegium å tilbringe tid med Hans Hellighet, grunnet hans mektige budskap om tro og fred. Du er veldig høyt respektert over hele verden siden du kaller til fred og toleranse. Det er slike ledere som deg som vil ha innflytelse på verdens fremtid. Vi trenger flere ledere som deg ettersom det kun er dine likesinnede som kan stabilisere verden. Du er stemmen til fred, håp og mot».

Jalsa Salana, Elfenbenkysten

«Mitt land er takknemlig overfor Ahmadiyya menigheten og særlig deres overhode, Hans Hellighet Hazrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul-Masih den femte».

Inaguration of Khilafat Cenetary Hall, Sydney, Australia. 18. oktober 2013

«Ahmadi muslimer er gode og gudfryktige mennesker; de er gode mennesker på grunn av sin gudfryktighet. Vi hyller og hedrer Deres Hellighet for din formidling av fred over hele verden. I Australia vil Ahmadiyya Muslim Menighet alltid ha full frihet. Vi kommer aldri til å tåle at så lite som et hårstrå på en Ahmadi muslim skades. Måtte Gud velsigne Ahmadiyya Muslim Menighet».

Zakia Malahat Yasir Fawzi

OMTALE OM MENIGHETEN

Med Allahs velsignelse har Ahmadiyya Menighet gjort en formidabel framgang helt fra den spede start. I henhold til profetiene i den hellige Koranen, *Ahadith* og ande skrifter sendte Allah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[as] som den utlovede Messias og Imam Mahdi for å gjenopplive og reetablere islams sanne lære. Den utlovede Messias[as] grunnla den verdensomspennende Ahmadiyya Muslim Menigheten i 1889 og ble fortalt av Allah at: *«Jeg skal spre ditt budskap til alle verdens hjørner.»*

125 år senere bevitner vi i dag hvordan en menighet som oppsto i en liten ukjent landsby i India, i dag har spredt seg til over 200 land. Ifølge fire forskjellige kilder i Wikipedia er Islam den raskest voksende religionen i verden i dag. Og i islam er Ahmadiyya menigheten den raskest voksende retningen, med referanse til World Christian Encyclopedia.

Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba] har med Allahs velsignelse bidratt enormt mye til fred og samhold, og strakt ut en hjelpende hånd for å løse de problemene verden står overfor i dag. Huzoor har blitt invitert til å holde foredrag om islams sanne lære hos blant annet europaparlamentet og ved Capitol Hill. Huzoor har holdt slike foredrag på forskjellige arenaer hvor flere innflytelsesrike mennesker fra hele verden har deltatt. I etterkant av slike arrangementer har deltagerne uttrykt en enormt stor takknemlighet overfor Huzoor[aba] og delt gode ord om ham. Under lederskapet til Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba] ble historiske *World Religions* holdt, og Huzoor[aba] inviterte til fred gjennom samhold på tvers av religiøs tro.

Samtidig som verden fordømmer den selverklærte «kalifen» Abu-Bakr Baghdadi og hans ISIS, har verden følgende å si om Islams virkelige kalif, vår stolthet, Ameer-ul-Mo'mineen, Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba], Khalifatul Masih V.

«Takk for ditt lederskap, forbilde og

julemiddag, så bør vi gi dem julegaver og dra på middagen av høflighet. Det vil da være opp til enhver av oss å vite våre grenser og avstå fra det som vil være uaktuelt for en muslim å gjøre, for eksempel drikke alkohol.

Så selv om det kan være fristende å delta i feiringen, må vi være forsiktige og heller fokusere på å vedvare våre egne tradisjoner, istedenfor å la barna bli en del av denne «uskyldige» moroa. Hvis fristelsen og ønsket om å delta er stor, så tenk tilbake på opprinnelsen til denne tradisjonen, og be Allah om å gi deg styrke for å avstå fra slik *shirk*. Muslimer har to feiringer hvert år, Eid ul-Fitr og Eid ul-Adha. Feiringen er basert på den islamske tro og religiøse livsstil. Spar lek og moro for våre egne høytider. Spis masse god mat og godteri, inviter venner og ha en fin og anstendig feiring. Barn kan fortsatt ha det gøy, men det viktigste er at vi bør lære å erkjenne helligdager som har en religiøs betydning for oss som muslimer. Høytider er ikke en unnskyldning for å være rampete og uanstendig, slik det for eksempel forventes under en Halloween-feiring.

FREDAGSTALE
29. OKTOBER 2014

Mange deltar i tradisjoner og skikker uten å være klar over det. De inkluderer til og med barna sine i denne praksisen. Blant disse tradisjonene har vi Halloween-feiringen. En del uansvarlige Ahmadi muslimske foreldre lar barna sine delta i feiringen uten å tenke over dens opphav. Halloween er en skadelig oppfinnelse blant kristne som leder mot . Bibelen forbanner hekser og satanistiske praksiser, men Halloween blir anset for å være en form for underholdning. Det er viktig å huske at all underholdning som leder mot *shirk* må utelukkende unngås. I Vesten er all ondskap tillat i underholdningens navn og for barnas skyld. Men selv i denne delen av verden blir det protestert mot at Halloween inspirerer til å vekke frykt og skape kriminalitet blant unge.

I den hellige Koranen står det som følgende; *«Sannelig, Allah tilgir ikke at det settes noen ved siden av Ham, men Han tilgir det som er utover dette for hvem Han vil. Og den som setter noen ved siden av Allah, han har visselig oppdiktet en stor synd».* (4:49)

Vi er så heldige at vi har vår kjære kalif til å veilede oss til enhver tid. Huzoor[aba] har sine i fredagsprekener gjentatte ganger påminnet oss om å avstå fra deltagelse i slike feiringer. Som Ahmadi muslimer har vi sverget ed på å følge Huzoors[aba] veiledning. Skal vi gjøre noen unntak én gang, kan vi ønske å gjøre unntak igjen ved senere anledninger, og etter hvert vil grensene tøyes så langt at man ikke er klar over det selv.

Jul er den tidligere, hedenske feiringen av midtvinterdagen i Norden og nå den kristne høytiden og festen til minne om Jesu Kristi fødsel. Den kristne juledagen er 25. desember. Typiske elementer i julefeiringer over hele verden er levende lys, kirkegang, festlig lag, sammenkomster i familien, mektig, tradisjonspreget mat, gi gaver og almisser, symboler som rødt og grønt, nisser, engler, stjerner og julekrybber, og en rekke ulike tradisjoner som varierer fra land til land. I Norge blir julen feiret med julemat, levende lys og musikk; man gir hverandre gaver, de fleste pynter med juletre, og det er vanlig å holde julebord i forkant av julekvelden og juletrefest i romjulen. Som Ahmadi muslimer markerer vi ikke fødselsdager, og ved å delta i disse feiringene så er vi indirekte med på markere denne kristne høytiden. Det samme gjelder påsken. Påsken er sammen med julen den mest sentrale av de kristne høytidene, og feires til minne om Jesu Kristi siste nattverd, lidelse, død og oppstandelse.

Den fjerde kalifen, Hazrat Mirza Tahir Ahmad[ra], har kastet lys på dette emnet og forklart oss hvordan vi kan forenkle forklaringen på hvorfor vi ikke feirer disse høytidene. Man kan ikke feire samtlige religioners høytider. Vi er muslimer og følger derfor høytidene i islam. Hvorfor feirer vi ikke *Holi*, som er en hinduistisk høytid, eller Hanukka som jødene feirer? Siden vi tilhører religionen islam, blir det uriktig å feire for eksempel kristne høytider. Men Huzoor[aba] har også sagt at vi ikke behøver å være trangsynte, og dersom våre venner feirer jul, eller inviterer oss på

HALLOWEEN OG ANDRE FESTER

Hva er Halloween og hva er det man egentlig markerer denne kvelden? Hvorfor blir vi stadig minnet på at vi ikke kan delta i jule- eller påskefeiringen sammen med våre venner?

For å kunne svare på noe av dette, må man først vite litt om bakgrunnen til de ulike høytidene. Halloween er natten før allehelgensdag, 31.oktober. Navnet er en sammentrekning av det engelske navnet på allehelgensaften, «All Hallow's Eve». Det feires med at barn kler seg ut, og går fra dør til dør for å samle godteri fra folk i nabolaget. Voksne har også utkledningsfester, og det dekoreres stivt med pynt som minner døden og skrekkfilmestetikken. Halloween kommer opprinnelig fra Irland og England, men kom til Norge som en kulturimpuls fra USA. Opprinnelsen kan spores tilbake til den gamle hedenske festen som kelterne feiret for over 2000 år siden. Kelterne trodde at de døde kunne ferdes fritt blant de levende under Samhain – som det het tidligere. Da kunne også de levende besøke de døde. Noen av kelterne brukte makabre kostymer for at de åndene som vandret omkring, skulle forveksle dem med ånder og la dem være i fred. Andre prøvde å blidgjøre åndene med søtsaker. Spøkelser, vampyrer, varulver, hekser og zombier er vesener som har lenge vært forbundet med en ond åndeverden.

Hvordan kan vi da delta i en feiring som går imot vår tro og lære? Hvordan kan vi tilbe Allah, Skaperen, når vi deltar i aktiviteter som er basert på hedenske ritualer, spådom og åndeverdenen? Mange mennesker deltar i disse feiringene uten selv å forstå historien og de hedenske tilkoblinger, bare fordi vennene deres gjør det for tradisjonens og fornøyelsens skyld. Vi må til enhver tid huske at vi, med Allahs velsignelse, er Ahmadi muslimer. Allah har gitt oss lærdom gjennom Koranen, og sitt Sendebud, vår Hellige Profet[saw] har vist oss anstendige leveregler, og vår Imam Mahdi, den utlovede Messias[as] har i sine ti vilkår for Bai'at – troskap – krevd i første betingelse at de sanne troende skal avstå fra *shirk* – avgudsdyrkelse. Selv et hint av *shirk* er uakseptabelt i Guds øyne. Ved å delta i slike feiringer støtter man indirekte troen og tradisjoner som ikke har noen plass i år religion.

få en interesse for menighetens arbeid, noe som vil automatisk fører dem nærmere menigheten.

Et veldig viktig råd som den utlovede Messias[as] har gitt, er at hans etterfølgere ikke bare skal snakke om å forbedre seg selv, men faktisk vise det gjennom sine handlinger. Jeg har i det siste holdt mange fredagsprekner om dette emnet, og ønsker derfor at alle er oppmerksomme på dette.

Det er viktig at alle ledere først oppretter disse kvalitetene i seg selv, og så sprer dem og etablerer dem hos andre, slik at den ene etter den andre blir et fromt menneske. Dermed vil islams tre være i trygge hender. Det kommer til å spire, blomstre og vokse. Treets beskyttelse kan man gjøre ved å bli en eksemplarisk muslim. Dette kan man oppnå ved å lese den hellige Koranen og ta til seg dens lærdommer, og prøve å gjøre dem til en del av livet sitt. En annen måte å beskytte dette treet på er å prøve og dyrke de gode kvalitetene og vanene du har utviklet inni deg, hos andre Ahmadi muslimer. Men dette må utføres på en snill og kjærlig måte.

Husk at dere ikke bare skal rettlede menighetens medlemmer, men dere er også pålagt å misjonere. Det er viktig å spre den sanne og vakre islam til hele verden.

(Al-Fazl Internasjonal, 25. april 2014)

Troskapsløfte

Ladjna Imaillah

Oppfriskningskurs

VEILEDNING TIL MENIGHETENS TJENERE

De som er en del av Ladjna Imaillahs ledelse, og har fått tildelt et ansvar bør forbedre sin åndelige tilstand betydelig.

Huzoor[aba] sa: Den utlovede Messias[as] kom for å gjenopprette islams sanne og rene lærdom. I henhold til dette sa den utlovede Messias[as] at han ble sendt som den sanne [...], hans oppgave var å etablere en menighet som med et oppriktig hjerte ville elske Allah.

Jeg ønsker å minne dere på at dere skal formidle det dere i dag har lært videre til andre medlemmer av menigheten. Det viktigste dere skal få med dere er at det er nødvendig å utvikle kjærlighet til Gud i våre hjerte, men dette er ikke mulig før man lykkes i å danne et ærlig forhold til Ham. Når dere har kjærlighet til Allah kommer deres handlinger til å samsvare med Guds Vilje. I et slikt stadium blir man i stand til å forakte kjærligheten til det verdslige, ettersom kjærligheten til Skaperen blir altomfattende.

Dere skal alltid huske at den utlovede Messias[as] har sagt at sannhet, ærlighet og medlidenhet mot menneskeheten er tre særegne kjennetegn ved menigheten hams. Derfor må enhver leder i menigheten vise høy grad av sannhet. Den hellige Koranen har gjort det klart hvor ærlige vi bør være ved å pålegge oss et ansvar om å gi sant vitnesbyrd selv om det gjelder ens egne foreldre eller kjære. Dere vil være verdige de ansvarene dere har etter at dere har utviklet denne grad sav sannhet og ærlighet. Det er bare da dere kan fullføre pliktene som er tildelt Ladjna Imaillah på en verdig måte.

Når dere skriver rapporter om deres arbeid skal de være helt korrekte og frie for løgn. Dere bør ikke sende rapporter med den hensikt om at dere ønsker å oppnå høye poengsummer eller en høy posisjon. På samme måte skal dere heller ikke delta i Ijtema eller lignende programmer for å få premier, men heller for å tilegne dere kunnskap og dele den med andre. Alle medlemmer av Ladjna Imaillah bør forberede seg til sine arrangementer med dette i bakhodet.

En annen viktig ting som bør være en del av enhver leder, er medfølelse. Dere bør vise kjærlighet og sympati for de underordnede og andre medlemmer av menigheten. Dette vil føre dem nærmere dere, og de vil

sportslige konkurranser og både Lajna og Nasrat storkoste seg.

Søndag den 16. november fortsatte vi med ulike religiøse konkurranser frem til *zuhr* og *asr*-bønn. Etter dette var det premieutdeling til deltakerne.

Søndagens premieutdeling besto også av premier til de fire regionene som utmerket seg størst i menigheten året 2013-2014. Oversikten over hvem som kom på hvilken plass er som følger:

1. Region Prinsdal og region Tønsberg
2. Region Kløfta
3. Region Tøyen
4. Region Drammen

Det ble også delt ut premier til de Nasrat-medlemmene som i løpet av menighetsåret 2013-2014 hadde klart å oppnå en poengsum på 90 % i religionskunnskap i henhold til sitt pensum.

Ijtema ble avsluttet med en tale som ble holdt av Nasjonal sekretær for moralsk opplæring – *Tarbiyat* – Balqees Akhtar. Hennes tale handlet om lydighet til Khalifatet og oppnåelse av paradiset, og var dermed basert på Huzoor[aba] sin fredagspreken holde den 10. oktober 2014. Nøkkelordene i talene var regelmessigheten av bønn, tildekking – *purdah* og rettskaffende vennskap.

Ijtema ble avsluttet med en stillebønn. En felles opprydding til slutt førte til at Ijtema ble avsluttet innenfor den oppsatte tidsrammen.
Alt i alt var dette et vellykket program, takket være Allah den Allmektige.

Antall oppmøtte på lørdag den 15. november: 329 Lajna og Nasrat
Antall oppmøtte på søndag den 16. november: 347 Lajna og Nasrat.

Rapport skrevet av Saima Basharat

IJTEMA LAJNA IMAILLAH OG NASRAT-UL-AHAMDIYYA 2014

Den 34. nasjonale Ijtema for Lajna Imaillah og Nasrat-ul-Ahmadiyya Norge ble avholdt den 15. og 16. november 2014 i Bait-un-Nasr Moskeen i Oslo.

Lajna Imaillah og Nasrat-ul-Ahmadiyya deltok i følgende konkurranser i den religiøse delen av programmet:

* Resitasjon av den hellige Koranen
* Memorering av den hellige Koranen
* Diktlesing
* Tale på urdu og norsk
* Bait bazi
* Uforberedt tale

De religiøse konkurransene ble avholdt i bønnehallen til Lajna mens de sportskonkurransene ble avholdt i Masroor-hallen. De sportslige aktivitetene besto blant annet av potetløp, budskapsdeling og stoleleken.

Lørdag den 15. november ble dagen innledet med resitasjon av den hellige Koranen med urdu og norsk oversettelse, lesing og opplesing av troskapsløftet for Lajna og Nasrat. Åpningstalen ble holdt av Sadr Lajna Imaillah Norge – leder for kvinneorganisasjonen – Syeda Bushra Khalid, etterfulgt av en stillebønn. Deretter begynte de religiøse konkurransene som var til interesse for både store og små. Bait bazi var uten tvil den konkurransen som utmerket seg godt blant alle. Før *zuhr-* og *asr*-bønnen ble det lest opp en beskjed fra Huzoor[aba] i anledningen Ijtema, av Lajna sin nasjonale leder. Beskjeden kom i brevformat og var ulike, nyttige råd til alle medlemmer av Lajna og Nasrat. Opplesningen av dette brevet ble også gjort på norsk, og den norske oversettelsen ble gjort av Nasjonal sekretær for forkynnelse og informasjon – *Tabligh* – samt den ansvarlige for årets Ijtema; Annum Saher Islam. De siste timene av dagen ble viet til religiøse og

4. Hvem bestemte at vi skulle hete Ahmadi muslimer og hvorfor?

Det var den utlovede Messias[as] som valgte dette navnet for sine tilhengere på dagen for Indias folketelling i 1901. Landets regjering utførte en folketelling for å kartlegge hvor mange menn, kvinner og barn som bor i landet og hvilke religion de tilhører. Da det var folketelling i India ba den utlovede Messias[as] sin menighet om å skrive Ahmadi muslim på skjemaet de var tildelt slik at verden skulle få vite at de tilhører menigheten som hadde akseptert den utlovede Messias[as]. Meningen var også å gi regjeringen kunnskap om hvor mange det var av oss.

«Skikkelsen hans var nobel og mektig til tross for hans gjennomsnittlige høyde. De dyptliggende følelsene som glimtet i hans mørke, svarte øyne, og det vinnende utrykket i han ellers attraktive ansikt sørget for støtte og kjærlighet fra fremmede ved første

hans trakk seg ofte sammen i et smil full av nåde. Han var i følge en beundrende ledsager, den kjekkeste og modigste med det klareste ansiktet og det mest generøse gemytt. Det var som om en lyskilde lyste opp hans skikkelse. Hans ganglag

mann som skynder seg nedover en fjellvegg, noe som gjorde det vanskelig å holde følge med ham når han hadde hastverk.»

Sir William Muir (Life of Muhammad, side 510-13)

Spørsmål og svar

SAMMENKOMST MED HUZOOR[ABA]

1. *Hvor gammel må man være for å faste?*

Hvis man er frisk og sterk og har kapasitet til de har man lov til å faste. Studenter burde likevel tenke som flere ganger før de faster om sommeren. Hvis de tåler det så burde de starte sakte med sikkert og prøve å bli vant til å faste regelmessig. Hvis det er sommer og dere samtidig har eksamen så burde dere ikke faste. Det blir obligatorisk å faste etter at dere har fylt sytten-atten år, men det finnes likevel ikke en fast alder ettersom det er en individuell sak.

Man burde ikke be små barn å faste. Noen muslimer får mindreårige barn til å faste. Når dagene er lange og barnet er tørst låser de barnet inne i et rom til kvelden. Når de åpner døren så holder barnet på å dø av tørst. Dette er ikke lov under *noen* omstendigheter! Du kan faste et par dager hvis du kan takle det, men prøv helst å faste om vinteren.

1. *Hvis en mann leder bønn hjemme hos seg og det er kvinner bak han. Hvorfor kan da ikke en kvinne si Takbeer?*

Hvis kvinnene bak ham er fra hans egen familie, kan de si *Takbeer*.

2. *I den hellige Koranen i sura Al Imran nevnes det om mennesker og djinn. Hva menes det med d her?*

Betydningen av er alt som er skjult for det blotte øyet. Det er derfor bakterier er referert som *djinn* i Hadith. I en Hadith sies det at hvis man har et fornøden ute i skogen burde man ikke bruke beinrester for å tørke seg, men heller bruke en stein, ettersom bein inneholder bakterier.

Folk som bor skjult i fjellene kalles også *djinn* og det samme gjør de mektige folkene som ikke viser seg. Likedan finnes det også mennesker som blir kalt fordi de mener de er bedre enn visse folkegrupper. Ordet *djinn* har derfor forskjellige kategorier. Poenget er at alt som er «gjemt» eller folk som ikke viser seg offentlig kalles *djinn*.

3. *På menighetens kalendere er det ofte bilder av kalifer eller vers fra den hellige Koranen. Hva gjør man med disse kalenderne når året er omme?*

Hvis du ikke kan ta vare på kalenderen er det best å makulere den. Hvis man ikke har en makuleringsmaskin, kan man brenne den.

* Færre maktkamper-mindre spenning, mindre harme, mer moro, mer fred, mer kjærlighet.

Det bemerkelsesverdige er at PET programmet ble utviklet i 1970. Ved første øyekast kan punktene som Hadhrat Musleh Maudra nevner i sin overnevnte bok, indikere at han hadde studert psykologi – men ved å studere dette dypere ser vi at hans intellekt og kunnskapsnivå var en oppfyllelse av profetien Den utlovede Messiasas fikk om at han ville få en begavet sønn.

Måtte vi også lære av Hadhrat Musleh Maudra og bli eksemplariske forbilder i hvordan vi oppdrar våre barn. Amen.

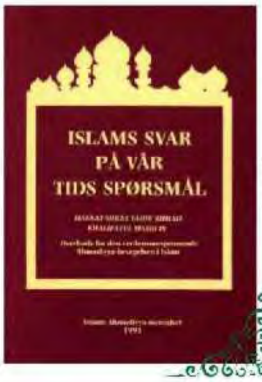

FREMTIDENS Generasjoner

«*Når det gjelder den kommende generasjonen lærer den hellige Koranen oss opp på en helt spesiell måte. Den sier at for å oppnå best mulig forhold mellom deg og dine barn, er det av største viktighet at forholdet mellom deg og din ektefelle også er av beste slag.*

Et av de versene vi har sitert taler om verger – Qawwamun – *denne forbindelsen et svært ty på mannens skuldre. Dersom hans oppførsel ikke bidrar til å skape den ideelle atmosfære for en god og sunn familie, s har han sviktet sin oppgave som «verger»* Qawwam. *[...]*

Koranen advarer foreldrene om at dersom de ikke oppfyller de plikter de har overfor sine barn, og dermed etterlater seg en generasjon hvis adferdsmønster er under enhver kritikk, så vil foreldrene måtte svare for dette innfor Gud. «

Hazrat Mirza Tahir Ahmad[ra]

barnet. Ikke snakk nedsettende til det. Kaller man et barn en kjeltring, er sannsynligheten stor for at det blir en kjeltring.

10. Ikke prøv å ødelegg barnets ego. Dette kan få fatale konsekvenser og kan lede til store psykiske lidelser hos barnet. Hvis for eksempel barnet viser stahet, så vend barnets oppmerksomhet mot noe annet.

11. Gi barnet oppgaver som skal utføres, i forhold til dets alder, slik at det utvikler og mester ansvar.

12. Aldri baksnakk menighetens «Odedar» (ledelsen, eller de som har et verv), fordi da vil barnet miste respekten for Khilafat-e-Ahmadiyya.

13. Ikke vær arrogant overfor barnet, og lyv ikke til det. Fordi barna etterlikner de voksne.

14. Ikke la barnet være nakent.

15. Lær dem å bekjenne sine feil. Dette kan oppnås slikt:

    * Ikke skjul dine egne feil for barnet.
    * Vis sympati med barnet, da det viser barnet at det er ansvarlig, og at det er det selv som har tapt noe på å gjøre feilen.
    * Ikke klandre barnet foran andre.

Det er bemerkelsesverdig at Hadhrat Musleh Maud (ra) fremla så detaljerte og viktige punkter som er unike i barnepsykologiens verden.

Den prisbelønte psykologen og tre ganger Nobels fredspris nominerte, Dr. Thomas Gordon utviklet et program kalt «Parent Effectiveness Training» (PET) for å hjelpe foreldre, over hele verden. Dessverre kommer ikke barn med bruksanvisning – så for å fremme gode oppdragelsesteknikker viser Gordon i dette programmet hvordan kommunikasjonsferdigheter virkelig fungerer. Dette programmet vil ha følgende nytte:

* Dine barn vil gjerne diskutere sine problemer og bekymringer med deg i stedet for å trekke seg.
* De vil lære selvdisiplin, selvkontroll og en indre følelse av personlig ansvar.
* Du vil lære å arbeide med hverandre i stedet for mot hverandre.
* Du vil oppleve færre sinte utbrudd og mer problemløsning.

barneoppdragelse. Denne boken inneholder en samling av ulike innlegg holdt av Hadhrat Musleh Maudra, og ble utgitt i 1925. Noen av punktene som han tar opp her er:

1. Det er viktig å huske på at barnet alltid er rent, og at man passer på å skifte bleiene. Dette fordi et rent legeme har en stor påvirkning på barnets gode moral. Mange synder er forårsaket av at man er uren.

2. Det er viktig at man gir mat til fastsatte tider, da dette er noe som leder til at barnet utvikler selvkontroll. Dette vil også lede til følgende gode moralske egenskaper: Punktlighet, evnen til å samarbeide, styrke til å motstå fristelser og barnet vil ikke sløse med maten. God helse er også en av fordelene ved å spise ved fastsatte tider.

3. Hjelpe barnet med å gå på do fra en tidlig alder av, slik at barnet kan utvikle en regelmessighet når det gjelder dobesøk. For det første er dette bra for helsen. Det er også viktig for å gjøre barnet pliktoppfyllende, da et barn som lærer å utføre sine fysiske gjøremål regelmessig, også vil utvikle vane for å be og faste regelmessig.

4. Barnet bør gis et variert kosthold, da maten har stor påvirkning på menneskets åndelige utvikling.

5. Barnet må ikke bli bortskjemt. Det må verken gis alt det ber om, og heller ikke bli gitt alt for mye oppmerksomhet og «kosing», da dette vil lede til at barnet blir altfor selvsentrert, og vil forvente at alle skal kose og gi det oppmerksomhet. Dette er noe som fører til mange onder.

6. Skrekkhistorier og skrekkfilmer er veldig skadelig for barnet, og skaper feighet i barnet. Fortell heller barnet eventyr og historier om mot, slik at det utvikler denne egenskapen.

7. Fluortabletter bør heller ikke gis til barnet, da fluor er noe som skaper føyelighet, som fører til at man blir lett påvirket av andre og mister selvstendig dømmekraft.

8. Foreldrene bør passe på at barnet har gode venner.

9. Fortell barnet at det er godt og snilt, og gi det respekt. Den hellige Profeten[saw] har sagt «Akrimo auladakum», altså: vis deres barn respekt og verdighet. Det er viktig å skape en god selvfølelse hos

Da Hadhrat Musleh Maudra bare var et barn, spurte han sin lillebror:

«Hva er best å ha i livet; Kunnskap eller rikdom?» Lillebroren var ikke sikker, så de oppsøkte sin far for å finne ut noe mer som kunne hjelpe dem. Den utlovede Messiasas ble så stilt det samme spørsmålet. Han tok en pause og så på guttene sine; «Verken det ene eller det andre er best. Nei, det beste og høyeste av verdi som dere kan oppnå i livet er ingenting annet enn Guds velsignelse. Bare kunnskap og rikdom kan trekke mennesket nedover mot det onde. Men med Guds velsignelser blir kunnskapen og rikdommen noe betydelig og velfortjent.»

Der Hadhrat Musleh Maudra bodde, var det et uthus hvor småfugler nøt livet. Hadhrat Musleh Maudra var bare et barn, og likte seg godt her sammen med fuglene. En dag var han ute og lekte. Han løp etter en fugl og prøvde å gripe den med hendene. Da kom Den utlovede
Messiasas forbi og forklarte at han ikke skulle fange fuglen, fordi den som ikke viser barmhjertighet mot Guds skapninger, kan heller ikke være sterk i sin tro.

Hadhrat Musleh Maudra var nå ni år. Han var sammen med kameraten sin og lekte. De rotet rundt i lekene og kom over en bok. Hadhrat Musleh Maudra leste høyt: «Gabriel vil aldri mer komme ned til noen. Men dette er jo ikke sant," utbrøt Hadhrat Musleh Maudra. «Min far har selv møtt engelen.»

«Nei, jeg er ikke enig, det står jo i boken at han ikke vil komme mer,» sa kameraten bestemt. Og slik holdt de på, Hadhrat Musleh Maudra holdt fast ved sitt, mens kameraten var sikker på at boken var sann. Det førte ingen vei, så begge bestemte seg for å oppsøke den utlovede Messias as, og høre hva han hadde å si. Han forklarte dem at boken ikke var riktig, han hadde nemlig selv møtt engelen Gabriel. Tenk dere en niåring som har så mye kunnskap, og er så sterk i troen!

Han var intelligent, av en usedvanlig høy kaliber, akkurat slik Gud hadde lovet. Store uenigheter og problemstillinger løste han lett, selv uten problemer. Han veiledet og stoppet de som gjorde noe galt, men samtidig var han omtenksom og tok vare på alle, både sine egne, men også medlemmene av menigheten. Han gav utallige råd og tips om ulike temaer, noe som også er gjengitt i bokform.

I Hadhrat Musleh Maudra sin bok «Minhaj-ul-Talibeen» som også er oversatt til engelsk «Way of the seekers» gir Huzoor[ra] en del tips om

Shaista Yilmaz

BARNEOPPDRAGELSE I ISLAM

Dette innlegget er et innblikk i hvorledes Hadhrat Khalifatul Masih IIra ble oppdratt, samt råd og tips om hvilke prinsipper som er essensielle og grunnleggende i oppdragelsen av barn.

Ahmadiyya menighets historie bevitner om en stor og æret mann, ved navnet Hadhrat Mirza Bashir-ud-din Mahmood Ahmad, måtte Allah være tilfreds med ham.

Dette begavede barnet ble født en lørdag, 12. februar 1889, i en liten og fjern by, kjent som Qadian. Dagen etter fant Aqiqa-sermonien sted. Dette var en festdag til ære for dette barnet som var kommet til verden. Glede og lykke preget denne dagen.

Foreldrene til Hadhrat Musleh Maudra var veldig glade i ham, men til tross for kjærligheten de gav ham, var de også veldig nøye med oppdragelsen. Den utlovede Messiasas og Hadhrat Amma Jan[ra] la vekt på to sentrale verdier i oppdragelsen:

1) At Hadhrat Musleh Maudra skulle bli en god muslim.

2) At Hadhrat Musleh Maudra skulle ha gode egenskaper og gode karakterer i sin natur.

Ved hans oppdragelse passet foreldrene på alle småting og detaljer. To hendelser illustrerer godt hvordan Hadhrat Musleh Maudra ble oppdratt;

En gang hadde Hadhrat Musleh Maudra jaktet på en vakker papegøye. Da Den utlovede Messiasas så dette sa han: «Mahmood, dette kjøttet er ikke Halal. Gud har ikke skapt alle dyrene for at du skal spise dem. Noen er skapt for at vi skal høre deres vakre lyder om morgenen, andre er vakre for at mennesket skal nyte dets skjønnhet – slik har Gud skapt dem.»

Så fra barndommen av ble denne begavede sønnen innlært samme verdier og normer som vår kjære utlovede Messiasas hadde. Den utlovede Messiasas likte ikke tanken på å spise en vakker fugl – og da ble Hadhrat Musleh Maudra oppdratt til det samme. På denne måten ble den vesle gutten veloppdratt, samtidig som hans kjærlighet til sin far ble styrket.

egenskaper for Allahs skyld. Han sier selv at de som strever for Ham, vil bli skjenket rettledning langs den rette vei.

Når vi da har blitt vist den rette veien, er det nødvendig at vi ber om إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ nemlig standhaftighet, fordi det er forskrevet prøvelser for enhver som strever etter å nå Gud. Den søkende burde ikke bli sliten og motløs når vedkommende står overfor prøvelser i livet. Standhaftighet er mer enn et mirakel, fordi sann standhaftighet er å forbli uforandret selv når man er omringet av katastrofer, har mistet både ære og alt som er behagelig, og er i en fryktfull tilstand. Vår lit til vår Herre burde ikke svekkes, men vi burde heller stå oppreist, mens man gjentar at «uansett hva som skjer, la det skje». Dette er egenskaper vi finner blant profetene[as], de sannferdige og martyrene. Det er ikke slik at Gud forlater mennesket alene, fordi vi har vitnet gjennom historien at Han kommer til unnsetning når Hans tjenere ber: «Herre: under denne stunden av prøvelser, skjenk velbehag til våre hjerter og forskriv vår død i en tilstand av underkastelse til Deg.»

Deretter, når man har funnet standhaftighet, er det viktig å opprettholde den ved å holde selskap med sannferdige mennesker, del vil si å ferde i miljøer der man blir påvirket av å høre om Gud og om Hams attributter, slik at man lar seg lede mot den rette vei. Dermed er det også viktig å unngå dårlig selskap som kan i verste fall lede bort fra Gud.

Det åttende og det ultimate stadiet er å oppnå drømmer fra Gud der Han åpenbarer seg. Å reise mot Gud er å vandre på en delikat vei som består av diverse katastrofer og prøvelser. Det kan hende at et mennesket glemmer, gir opp håpet og deretter unngår videre utvikling av sjelen. For at ikke mennesket skal bli rammet av frykt, velsigner Gud han med velbehag for å opprettholde hans iver, nemlig ved å åpenbare seg.

Dette er de åtte nivåene av åndelighet som mennesket må streve etter for å oppnå hensikten med livet til en troende. Når det har oppnådd det ene, er det andre nivået det neste målet. Progresjon og evig fremgang er hensikten med livet. Det er om gjøre å komme nær Gud, eller som den Hellige Profeten sa; «Skap Guds attributter i dere selv».

tilbedelse. Gud har gitt mennesket – i motsetningen til andre skapninger – egenskaper som gjør det i stand til å utføre dette oppdraget. Han har ikke etterlatt seg noen tvil om at Han *«ikke har skapt djinner og mennesket for annet enn at de skal tilbe Meg»* – nemlig Ham.

Tilbedelse er likevel så mangt og har ulike former og dimensjoner. Det er ulike stadier som man må oppnå for å fullføre livets betydning. Det er ikke slik at den ene er bedre enn den andre, fordi alle er like essensielle. Den utlovede Messias[as] illustrerer dette emnet ved å dele det inn i åtte elementære stadier som leder langs Guds utkårede sti.

Det første stadiet er den mest avgjørende, det vil si å gjenkjenne den sanne Gud og sette sin lit til Ham. Hvis det første steget blir tatt feil, og mennesket setter opp et dyr, elementer eller mennesker som sin guder, kan det ikke forventes at de noen gang vil gagne oss. Det er derfor viktig ikke å gjøre seg avhengig av det verdslige, og forstå essensen i tilbedelsen av Gud. Han er den enste som kan tilfredsstille alle våre emosjonelle behov; sorg, glede, fortvilelse og til og med sinne.

Deretter vandrer vi mot det neste stadiet der vi må anerkjenne Guds skjønnhet, for det er sannelig skjønnhet som tiltrekker hjertet og vekker kjærlighet. Guds skjønnhet er Hans attributter, Hans Enhet, Hans Storhet, og det er ingenting i verden som kan assosieres med Ham. Vi må også anerkjenne at Han er den eneste kilden til alt som er godt.

Så, når hjertet har blitt tiltrukket av Hans skjønne natur og kjærligheten har funnet grobunn i hjertet, er det viktig at vi forstår at Han er Barmhjertig. Han velsigner oss med selv det vi ikke har bedt om, og Hans attributter er utallige.

Det fjerde stadiet er Bønn, det være seg i form av de fem daglige bønnene eller en bønnfallelse fra hjertets dyp. Gud formaner *selv*: ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ *«Påkall Meg, og Jeg vil svare dere!»* Når viktigheten med bønn har blitt gjort absolutt, er det dermed sagt at mennesket ikke er i stand til å oppnå livets betydning ut ifra sin egen vilje og kraft, det er avhengig av Guds nåde og bistand mens det vandrer mot Ham.

Vider, når det har blitt knyttet et bånd til Gud må en streve etter å gi uttrykk for sin kjærlighet ved å ofre av alle sin ferdigheter og eiendom, og sitt liv og sin fornuft. Det vil si at vi har blitt bedt om å vie alt vi har av kunnskap, forståelse, fornuft og

Andleeb Anwar

HENSIKTEN MED MENNESKETS TILBLIVELSE

Hva er det mest retoriske spørsmålet av dem alle? *Hva er hensikten ved menneskets tilblivelse?* Filosofer så vel som forfattere, kunstnere og akademikere har opp gjennom tidene inspirert mennesket til å tøye sine kreative egenskaper. Helt tilbake til antikkens Hellas har ideer, tanker og tro rundt meningen med livet blitt satt i perspektiv. Noen ganger har fornuften tatt overhånd, mens andre ganger lar mennesket ledes av romantiske tanker om det transcendentes påvirkning på det immanente, det vil si det verdslige. I en periode har til og med eksistensialistiske samtidsforfattere og tenkere hevdet at livet er meningsløst, og at det dermed virker nærmest urimelig og ubetydelig å tro på eksistensen av en guddommelig makt. Verden har vært gjennom uendelig mange epoker bestående av ulike tilnærminger mot dette spørsmålet. Selv i samtidens materialistiske samfunn forestiller mennesket seg underlige og uhensiktsmessige meninger ved deres liv.

Islam, som er en universell religion, har både i praksis og teoretisk illustrert den fulle betydningen av menneskets skapelse ved å presentere en Guddom som har sendt det fullkomne eksempelet, nemlig Profeten Muhammed[saw], og en skatt av visdom i form av den hellige Koranen. Så hvis en skal oppsummere livets betydning i lyset av disse to aspektene, er svaret soleklart det ene og alene faktumet, nemlig at menneskets livsgrunnlag er Allahs

gjenspeile i alle disse aspektene. Etterhvert som jenter når den alderen hvor de bør begynne å dekke seg ordentlig til, skal dere lære dem å gjøre *purdah*, altså, dekke seg til. Pass på at de ikke lar seg tiltrekke av samfunnets negative sider og at de ikke tar til seg de negative motetrendene. Sørg for at deres barn holder bønnen regelmessig. Lær dem å lese Koranen, og gjør dem vant til å resitere den. Vis dem MTA og gjør dem oppmerksom på velsignelsene av Khalifatet. På samme måte bør dere lære dem å skrive brev med forespørsel om bønn, til samtidens Khalif og ta dem med på Ijlas – månedsmøter – og andre sammenkomster i menigheten. Gi dem en oppvekst som sørger for at de aktivt deltar i menighetsarbeid.

Vår kjære Profet Muhammed[saw] kom med et fantastisk råd i forbindelse md barneoppdragelse. Det berettes at han har sagt: «*Ethvert barn blir født med en islamsk vanenatur.*» Det er dets foreldre som enten gjør det til jøde, kristen eller ikke-troende.

Sannelig, Ahmadiyya muslimske mødre må huske på at god barneoppvekst er et stort ansvar som dere må oppfylle. Dere skal, ved å være et godt eksempel og via god moralsk og åndelig opplæring, gi dem en eksemplarisk oppvekst slik at de holder fast ved islamsk tro og lære. Nasrat-ul-Ahmadiyya må også forstå at de er Ahmadiyya muslimske jenter. De må ha en klesstil, omgangsmiljø, vennegruppe og væremåte hvor den islamske læren gjenspeiles og dere skal aldri tilegne dere samfunnets negative sider.

Måtte Allah den Allmektige gjøre det mulig for dere alle å følge disse rådene. Ameen.

Wasalam,
Mirza Masroor Ahmad
Khalifatul-Masih V

EN BESKJED

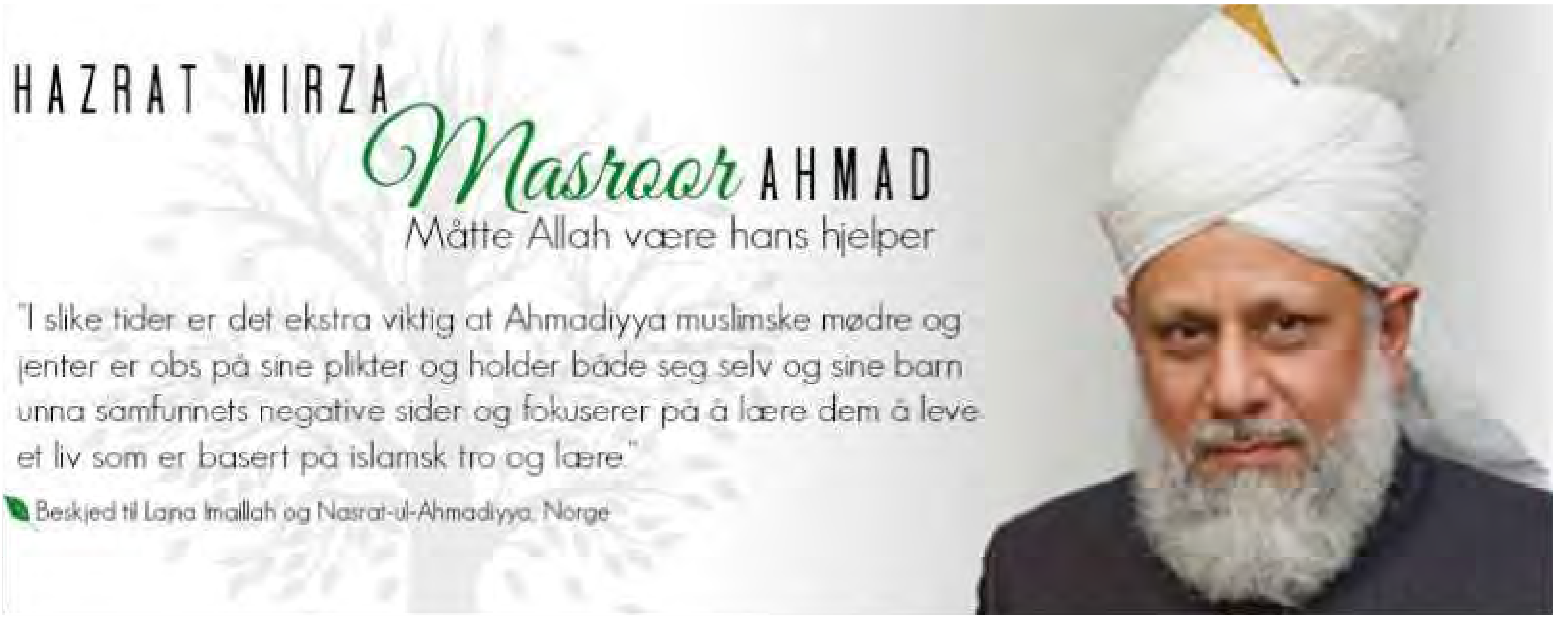

Kjære Lajna og Nasrat Norge, السلام علیکم, måtte Guds fred, barmhjertighet og velsignelser være med dere!

Det gleder meg stort å høre at Lajna Imaillah Norge også i år har fått muligheten til å arrangere sitt årlige Ijtema. Måtte Allah gjøre dette til et vellykket arrangement og velsigne dets utfall, Ameen.

Jeg ble bedt om å sende dere en beskjed i denne anledningen. Jeg vil derfor rette deres oppmerksomhet mot deres plikter.

Dette er den tidsalderen hvor vitenskapens utvikling når nye høyder; TV kanaler er mer sett enn noen gang før. Internett og mobiltelefoner har blitt fylt med uanstendig og bortkastet innhold som har tatt av den viktige tiden til både unge og eldre. Trår vi ut av våre hus ser vi at obskøne og ikke-religiøse handlinger er å finne over alt. I Europa er det dessuten vanlig å bruke klær som vår kjære religion Islam på ingen måte tillater oss å bruke. I slike tider er det ekstra viktig at Ahmadiyya muslimske mødre og jenter er obs på sine plikter og holder både seg selv og sine barn unna samfunnets negative sider og fokuserer på å lære dem å leve et liv som er basert på islamsk tro og lære. For eksempel er det viktig at Ahmadi muslimske kvinner passer på måten de kler seg på og sørger for at de er tildekket og at de samtidig holder et øye med sine jentebarn og passer på deres klesstil, væremåte og interesseområde slik at deres Ahmadiyya muslimske tro er å

بسم الله الرحمن الرحيم

SURA AL-`IMRAN

VERS 111 OG 114-116

كنتم خير أمة أخرجت للناس
تأمرون بالمعروف وتنهون عن
المنكر وتؤمنون بالله ولو آمن أهل
الكتب لكان خيرا لهم منهم
المؤمنون وأكثرهم الفسقون ﴿١١١﴾

111. Dere er den beste menigheten som er frembrakt for menneskeheten; dere påbyr det rette og forbyr det onde og tror på Allah. Og om Skriftens folk trodde, ville det være bedre for dem! Blant dem er det troende, men de fleste (av dem er opprørere).

ليسوا سواء من أهل الكتب أمة
قائمة يتلون ءايت الله ءاناء اليل وهم
يسجدون ﴿١١٤﴾

114. De er ikke (alle) like. Blant Skriftens folk er det en menighet som opprettholder (rettferdighet). De leser Allahs tegn i nattens timer og kaster seg ned (for Ham).

يؤمنون بالله واليوم الآخر ويأمرون
بالمعروف وينهون عن المنكر
ويسرعون في الخيرت وأولئك من
الصلحين ﴿١١٥﴾

115. De tror på Allah og den Ytterste dag, og de påbyr det rette og forbyr det onde, og de kappes med hverandre i gode gjerninger, og slike er blant de rettferdige.

وما يفعلوا من خير فلن يكفروه
والله عليم بالمتقين ﴿١١٦﴾

116. Og hva enn de gjør av godt, skal ikke nektes dem, og Allah kjenner de rettferdige.

I *Allahs* navn den Nåderike den, Barmhjertige

INNHOLDSFORTEGNELSE

BESKJED FRA HUZOOR[ABA]........SIDE 4

HENSIKTEN MED LIVET..........SIDE 6

I sin bok *The Philosophy of the Teaching of Islam* redegjør den utlovende Messias[as] islams svar på eksistensielle spørsmål. I denne utgaven vil du finne svar på formålet med livet og hvordan oppnå det.

BARNEOPPDRAGELSE I ISLAM....SIDE9

For å yrke frem et ideelt samfunn basert på gode verdier er det viktig at vi viderefører disse verdiene til e neste generasjonene. Islam presenterer derfor den beste oppdragelsesmetoden av barn for at de skal lykkes som mennesker.

SAMMENKOMST MED HUZOOR[ABA]..SIDE 14

Spørsmål- og svarrunden med Huzoor[aba] fortsetter i denne utgaven av Zainab der han svarer på noen spørsmål stilt av ungdommen i menigheten.

RAPPORT FRA IJTEMA 2014......SIDE 16

VEILEDNING TIL MENIGHETEN.....SIDE 18

En tale holdt av Huzoor[aba] i anledning oppfriskningskurs for Ladjna Imaillah.

HALLOWEEN.....................SIDE 20

Vestlige tradisjoner og skikker som ikke har sin plass i den islamske læren, har fått et fast fotfeste i vår del av verden. Men vet vi hvilke påvirkning de har på oss?

OMTALE OM MENIGHETEN........SIDE 23

EBOLA...........................SIDE 26

Ebola-viruset har herjet løs på den afrikanske befolkningen og skapt skremsel rundt om i verden. Her får dere et svar på hva det er og hvilke tiltak som kan forebygge dets fremkomst.

INTERVJU........................SIDE 28

Vi fortsetter vår runde med intervjuer, og denne gangen er de våre nye medlemmer som svarer på noen av våre spørsmål.

NYTT OG NYTTIG INNENFOR HELSE
................................SIDE 32

BARNESIDEN.................SID 34

OPPSKRIFTER.....................SIDE 36

NASJONAL AMIR: Zartasht M. Ahmad Khan

LEDER LADJNA: Syeda Bushra Khalid

URDU DEL: Mansoora Naseer

NORSK DEL: Andleeb Anwar og Mehrin Shahid

E-MAIL: naseer.7@hotmail.com

TELEFONNUMMER: 22325859

FAX: 22437817

LADJNA IMAILLAH

Zainab

NORGE

OKTOBER NOVEMBER DESEMBER

Årgang 5 – 2014